بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ٹرپ (TRIP)

عبداللہ وسیم

باب نمبرا

''میرا نام روبن ہے، روبن فرنینڈس۔ میں تیس سال کا ہوں۔ میری ایک خوبصورت بیوی ہے۔ ہاں.....وہ واقعی خوبصورت ہے۔ ویسے میں بھی اتنا برا نہیں دکھتا۔ نواوفینس .....اچھا واپس آتے ہیں۔ میرا ایک بیٹا بھی ہے۔ وہ چھ سال کا ہے۔ ہم تینوں ایک بڑے، بلکہ بہت بڑے گھر میں اکیلے رہتے ہیں۔ نہیں ہم اکیلے نہیں ہیں۔ میرا مطلب تھا کہ اتنے بڑے گھر میں بس ہم تین ہی لوگ ہیں۔ باقی نوکر وغیرہ کام کر کے چلے جاتے ہیں۔ میں ایک امیر آدمی ہوں۔ میری کمپنی لندن کی بڑی کمپنیز میں سے ایک ہے۔ میرے پاس دولت ہے، عزت ہے، شہرت ہے، سب کچھ ہے۔ میں اپنے بیٹے کو وہ سب دینا چاہتا ہوں جو مجھے بچپن میں نہیں ملا.....شاید جوانی میں بھی نہیں کیونکہ وہ مجھے میرے سُوپر کانشیئس (Super Conscious) پیرنٹس نے کبھی دیا ہی نہیں۔ آزادی.....''

.....

سکول کیبڑے سے کلاس روم میں بہت سے سٹوڈنٹس اپنی اپنی نشستوں پہ بیٹھے تھے۔ ٹیچر بورڈ پہ لکیریں کھینچ رہا تھا اور ساتھ ساتھ وہ کوئی کہانی بھی سنا رہا تھا جو آدھے سے بھی کم بچوں کو سمجھ آ رہی تھی۔ باقی تو سب کھلی آنکھوں سے سوئے ہوئے تھے۔

کچھ بچے صرف کاپی پہ چھاپہ لگا رہے تھے اور کچھ سمجھ کر لکھ رہے تھے۔

دفعتاً درمیانی عمر کا ٹیچر کلاس کی طرف گھوما۔ سب بچے سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ ''ٹینا.....بتاؤ کہ ابھی ہم کیا پڑھ رہے ہیں؟'' ایک بچی

کی طرف اشارہ کرتے انہوں نے کہا۔

ٹینا اٹھ کھڑی ہوئی اور ایک نظر ادھر ادھر دیکھا۔ ''سر.....ہم.....کیمسٹری پڑھ رہے ہیں۔'' کچھ تو کہنا ہی تھا۔

ٹیچر نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر ساری کلاس کو۔ ''ٹینا کے لیے تالیاں بجاؤ۔ یہ بہت اچھی سٹوڈنٹ ہے۔'' مسکراتے ہوئے کلاس کو کہا۔

سب بچوں نے تالیاں بجائیں۔ چند سیکنڈز کے بعد ٹیچر نے ہاتھ اٹھا کر سب کو روک دیا۔ تالیوں کی آواز آنا اب بند ہو چکی تھی۔

''تھینک یو سر.....'' ٹینا نے بھی مسکرا کر جواب دیا۔ ایک نظر کلاس کو دیکھا۔ وہ سب بھی مسکرا رہے تھے۔ اسے خوشی ہوئی۔ اس نے صحیح جواب دیا تھا۔ بروڈ کے آگے کھڑے سر کو ایک نظر دیکھا اور واپس کرسی پر بیٹھنے ہی لگی تھی کہ سر پکار اٹھے۔

''Get out from the class'' مسکراہٹ کی جگہ اب غصے نے لے لی تھی۔ کرسی پہ بیٹھتی ٹینا ایک دم واپس سیدھی ہوئی۔ حیرت سے سر کو دیکھا۔

''سوری سر؟'' ناسمجھی سے پوچھا۔

ساری کلاس چپ چاپ اسے دیکھ رہی تھی۔

''سنا نہیں آپ نے؟'' سر نے اب دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ ٹینا نے ایک نظر اپنے ساتھ کرسیوں پہ بیٹھتین دوستوں کو دیکھا۔ وہ تینوں ملامتی نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

ٹینا چپ چاپ اپنا بیگ اٹھا کر سر نیچے کر کے چلتی کلاس روم سے باہر نکل گئی۔ سب نے اسے باہر جاتے دیکھا۔

''سر نے اچھا نہیں کیا۔'' ٹینا کے ساتھ بیٹھے پیٹر نے کہا۔ Peter Morris سولہ سترہ سال کا لڑکا تھا۔ چہرہ سفید تھا اور بال بھورے، آنکھیں بھی بھوری تھیں، نیلے رنگ کی شرٹ کے نیچے بلیک پینٹ پہنے وہ اچھا لگ رہا تھا۔ وہ دبلا پتلا لڑکا تھا۔

''ان ٹیچرز سے کوئی اچھی امید ہے کیا؟ اتنے مشکل مشکل کام کرواتے ہیں اور پھر کہتے یاد کر کے بھی آؤ۔ کامن سینس کی بات ہے کہ ایک انسان ایک ساتھ آٹھ سبجیکٹس کیسے یاد کر سکتا ہے؟ مجھ سے تو نہیں ہوتا۔ کسی سے بھی نہیں ہوتا ہوگا۔'' وہ آئیرِس تھی، Iris Holmes۔ لمبے سنہرے بالوں والی، گوری رنگت والی، نیلی آنکھوں والی آئیرِس ہومز کلاس کی سب سے خوبصورت لڑکیوں میں سے ایک تھی۔ ہر گزرنے والا اسے مڑ کر دیکھتا ضرور تھا۔ ہر کسی کا دل کرتا تھا آئیرِس اس کی دوست بن جائے لیکن، آئیرِس ان جیسی نہیں تھی۔ اس کے لیے کم دوست زیادہ اہم تھے۔ پورے سکول میں اس کے بس تین ہی دوست تھے۔ اسے کسی چوتھے کی ضرورت نہیں تھی۔

''روہنے دو۔ یہ تو روز کا کام ہے یار۔ خود ایک ٹیچر ایک سبجیکٹ پڑھاتا ہے اور ہمیں آٹھ سبجیکٹس یاد کرنے کو دے دیتے ہیں۔ ڈبل سٹینڈرز۔'' پیٹر نے کہتے ہوئے سر جھٹکا۔

''تم سب ٹھیک کہہ رہے ہو۔'' روبن نے سب کی تائید کی۔ ''یہاں کچھ بھی اچھا نہیں ہو سکتا۔ گھر جاؤ تو مام ڈیڈ ایسے بی ہیو (Behave) کرتے ہیں جیسے ہم دو سال کے بچے ہیں اور سکول میں ٹیچرز.....ہمیں کیا کبھی سکون نہیں ملے گا؟'' روبن نے ٹھنڈی

سانس خارج کی۔ Robin Fernandes اس گروپ کا چوتھا ممبر تھا۔ ذرا چھوٹے کالے بال، سفید رنگت پہ کالی آنکھیں، وہ تھوڑا سا موٹا تھا۔ اتنا موٹا بھی نہیں، بس اپنے دوستوں سے تھوڑا زیادہ۔ وہ سب اس کا مذاق اڑاتے تھے۔

''نہ سکون.....نہ آزادی۔ ہیپی نان فریڈم (Non freedom) زندگی۔'' آئیرِس نے تلخ مسکراہٹ سے کہا۔ سب نے اداسی سے سر ہلایا اور سامنے دیکھنے لگے۔

''آپ سب نے دیکھا کلاس.....میری کلاس میں بے ہوش رہنے والوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ اسی لیے اب جو بھی ایسے کرے گا وہ کلاس سے باہر جائے گا۔'' گہری مسکراہٹ سے کلاس کو دیکھا۔ مسکراہٹ میں ایک تنبیہ چھپی تھی پر بچے اسے سمجھ سکتے تھے۔

''پر سر..... ٹینا نے تو کچھ بھی نہیں کیا تھا۔'' تیسری قطار میں بیٹھی ایک لڑکی نے کہا۔ وہ آنکھوں پہ عینک پہنے، بالوں کو ٹیل پونی میں قید کیے، ہاتھ میں قلم پکڑے بہت معصوم لگ رہی تھی۔ اسی معصومیت میں وہ بول اٹھی۔ سب نے اس کی طرف دیکھا۔

''کبھی کبھی مجھے شک پڑتا ہے کہ آپ واقعی اتنی معصوم ہیں یا صرف یہ ایک ڈرامہ ہے؟'' سر نے پوچھا۔ لڑکی شرمندہ ہو کر نیچے دیکھنے لگی۔

کلاس میں سب بچوں کا قہقہہ بلند ہوا۔

''سائینلس.....'' ایک ہاتھ اٹھا کر سر نے اونچی آواز میں کہا۔ سب چپ کر گئے۔

''یار کتنا ٹائم رہتا ہے؟ مجھ سے اب سر کو برداشت کرنا مشکل ہوتا جا رہا ہے۔'' پیٹر نے تھکے تھکے لہجے میں کہا۔

''صرف پانچ منٹ اور، پھر یہ مذاق (سامنے سر کو دیکھا) ختم.....'' روبن نے کہا تو پیٹر اور آئیرِس ہنس پڑے۔ وہ بھی ہنس دیا۔

''بھلا پانچ منٹ پہلے ٹینا کو کلاس سے باہر نکالنے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے؟ پانچ منٹ سے بے چاری کے مارکس پہ کیا فرق پڑ جائے گا؟'' آئیرِس نے ناسمجھی سے کہا۔

''سچ میں۔ سر کو لگا کہ انہوں نے بہت اچھا کام کیا ہے۔'' روبن منہ پہ ہاتھ کر ہنسے لگا۔

''آپ کو بھی باہر جانا ہے روبن؟ ٹینا کے پاس؟ وہ آپ کی دوست ہے ناں؟'' نا جانے کب سر نے روبن کو ہنستے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ وہ فوراً سیدھا ہوا۔ ہنسی بند ہو گئی۔ ساری کلاس کا دھیان اب روبن کی طرف تھا۔

''سر کلاس ختم ہونے میں بس چار منٹ ہی رہ گئے ہیں۔ میں ٹینا سے چار منٹ بعد مل لوں گا۔'' انتہائی نارمل انداز میں بولا لیکن سر کے ماتھے پہ بل پڑ گئے۔ وہ اس کی بات کا مطلب سمجھ گئے تھے۔

''میں چاہتا ہوں تم چار منٹ بھی اپنی دوست کے بغیر نہ گزارو۔ گیٹ آؤٹ۔'' ہاتھ سے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

روبن نے پیٹر اور آئیرِس کو دیکھ کر آنکھ دبائی۔ ''سی یو آفٹر ٹو منٹس (تم سے دو منٹ بعد ملتا ہوں)۔'' اپنا بیگ کندھے پے ڈالا، رجسٹر ہاتھ میں پکڑا اور باہر چلا گیا۔

''سر بھی ناں۔'' آئیرِس استہزایہ ہنسی ہنسی۔ پیٹر نے سر ہلایا۔

بورڈ کے سامنے کھڑے ٹیچر پھر سے کوئی کہانی سنانے لگے تھے مگر خاموش ہو گئے۔اب دو منٹ میں کیا کہانی سناتے؟ ہاتھ اٹھا کر کہا۔''Class Dismiss''

سب بچوں نے اپنا سامان سمیٹا اور کلاس سے باہر چلے گئے۔سر باہر نہیں آئے تھے۔شاید اسی کمرے میں انہوں نے کسی اور کلاس کو کہانیاں سنانی تھیں۔

•••••

''ٹینا نظر نہیں آ رہی؟'' روبن کلاس سیبا ہر آیا۔ٹینا وہاں کہیں بھی نہیں تھی۔

''کیفے گئی ہو گی۔'' آئیرِس نے کہا۔وہ بھی ادھر ادھر اسے ہی تلاش کر رہی تھی۔پیٹر چپ رہا۔

وہ سب پھر کیفے کی طرف چلے گئے۔

سکول میں بہت رش تھا۔ابھی گھنٹی بجی تھی مطلب ایک کلاس ختم اور دوسری شروع ہو گئی تھی۔بچے اور ٹیچرز اپنے اپنے بیگ پکڑے دوسرے کمروں میں آ جا رہے تھے۔

''دھیان سے.....'' آئیرِس سے ایک لڑکا ٹکرایا۔آئیرِس کا رجسٹر زمین پہ گر گیا۔

''سوری.....'' آئیرِس کو دیکھا اور وہیں رک گیا۔وہ مبہوت ہو چکا تھا۔آئیرِس تھی ہی اتنی خوبصورت۔پاس کھڑے پیٹر اور روبن نے ایک دوسرے پہ معنی خیز مسکراہٹ اچھالی۔

''رکو ذرا۔'' پیٹر نے روبن کے کان میں ہلکے سے کہا۔روبن کھسیانی ہنسی ہنسا۔وہ جانتا تھا پیٹر کیا کرنے لگا ہے۔

پیٹر لڑکے کے قریب آیا۔وہ اسی طرح آئیرِس کو دیکھ رہا تھا۔آئیرِس زمین سے رجسٹر اٹھا رہی تھی۔پیٹر نے لڑکے کی کمر میں چٹکی بھری۔وہ اچھلا کر سیدھا ہوا، بلکہ ہوش میں آیا۔''اور بھائی.....رک کیوں گئے؟'' پیٹر نے سوالیہ انداز اپنایا۔

''یہ کیا حرکت ہے؟'' وہ تندی سے بولا۔آئیرِس سیدھی ہو گئی تھی۔وہ اور روبن ہنس رہے تھے۔

''کون سی؟'' پیٹر نے انجان بننے کے سارے ریکارڈ توڑ دیا تھا۔

''یہ چٹکی کیوں کاٹی تم نے؟'' وہ ابھی تک اپنی کمر پہ ہاتھ مل رہا تھا۔

''میں نے کب کیا؟ ہاں.....روبن، کیا تم نے دیکھا مجھے ایسا کرتے ہوئے؟ تم بتاؤ آئیرِس؟ کیا تم نے دیکھا؟'' پیٹر.....کمال کی اداکاری کر رہا تھا۔ہاتھ سے ماتھے پہ آئے بال پیچھے کیے۔

لڑکے نے حیرت سے ان دونوں کو دیکھا۔وہ بلکل سنجیدہ نظر آتے تھے۔''تم لوگ جھوٹ بول رہے ہو۔'' اس نے کہا۔

''اوہیلو.....'' آئیرِس نے اس کے سامنے ہاتھ لہرائے۔''پہلے تم میرے دوست پر الزام لگا رہے ہو اور اب ہم پر.....جاؤ جاؤ اپنا کام کرو۔'' وہ تنک کر بولی۔لڑکے کو مزید حیرت نے آن گھیرا۔

''یہ (پیٹر کی طرف اشارہ کیا) تمہارا (آئیرِس کی طرف اشارہ کیا) دوست ہے؟'' اسے جیسے یقین نہیں آیا تھا۔

پیٹر اس کے سامنے آیا۔ ''ہاں جی۔ وہ بھی خاص والا دوست.....'' اور مسکراتے ہوئے آئیرِس کو دیکھا۔ آئیرِس بھی اسے دیکھ کر مسکرائی۔ روبن اپنی ہنسی کو قابو میں کیے یہ سب دیکھ رہا تھا۔ یہ روزانہ کا معمول تھا ان کے لیے۔

''واقعی؟'' لڑکے کو جیسے بہت دکھ ہوا تھا۔ ''تم مذاق کر رہی ہو؟''

''اوہ ریئلی؟ تمہارا اور میرا مذاق ہے کیا؟'' آئیرِس نے ہاتھ جھلا کر کہا۔

''جاؤ پلیز یہاں سے۔ بلکہ رکو..... پہلے اپنی بہن (آئیرِس کی طرف اشارہ کیا) کو دعا دو۔ وہ میرے ساتھ خوش رہے۔'' پیٹر ایک قدم آگے آیا اور اسے مسکرا کر دیکھا۔

لڑکا حیرت سے دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ ''یہ اچھی حرکت نہیں ہے۔'' وہ شدید دکھی لگتا تھا۔

''تو یوں خوبصورت لڑکی کو دیکھ کر رک جانا پھر انہیں گھورتے رہنا۔ یہ تو بہت اچھی حرکت ہے نا؟'' پیٹر نے غصے سے دیکھا۔ وہ جیسے لڑنے لگا تھا۔ روبن پاس اسی طرح خاموش کھڑا تھا۔ کاریڈور میں باقی لوگ بھی آ جا رہے تھے۔

''اوکے اوکے..... پیٹر مائی لوّ۔ رہنے دو۔ ہمیں لیٹ ہو رہا ہے۔'' آئیرِس نے آگے آ کر پیٹر کا ہاتھ پکڑا۔ پیٹر نے اسیا یک پیار بھری مسکراہٹ سے دیکھا اور سر اثبات میں ہلایا۔

''ہاں چلو۔ پتا نہیں کہاں سے آ جاتے ہیں۔ Jealous people'' پیٹر نے اسے دیکھتے ہوئے تلخی سے کہا۔ لڑکا ابھی تک دکھ میں تھا۔ وہ تینوں اس پہ ایک سخت نگاہ ڈالتے آگے بڑھ گئے۔ پیٹر کی نگاہ زیادہ سخت تھی۔

کاریڈور کے دوسرے حصے تک پہنچ کر انہوں نے مڑ کر دیکھا۔ وہ لڑکا اب وہاں نہیں تھا۔ تینوں نے ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھا اور اگلے ہی لمحے ان تینوں کا بہت اونچا سا قہقہہ بلند ہوا۔ آس پاس کھڑے اسٹوڈنٹس نے ایک نگاہِ غلط ان تینوں پر ڈالی پر وہاں پرواہ کسے تھی؟ وہ ہنستے جا رہے تھے۔

''حد ہو گئی۔'' روبن نے ہنسی پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ آئیرِس کی آنکھوں سے پانی نکلنے لگ گیا تھا۔

''یار..... مطلب.....'' وہ پھر سے ہنس دی۔ اس سے بولا نہ گیا۔

''اور پیٹر بھائی کو دیکھو۔ کیسے اس کے سامنے.....'' روبن بولا پر جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ پھر سے ہنس دیا۔

''تو کیا کرتا میں؟ جہاں خوبصورت لڑکی دیکھی بس وہیں شروع ہو گئے۔'' پیٹر نے کہا۔ وہ سب ایک بار پھر ہنس دیے۔

''اچھا اب ٹینا کو ڈھونڈنا ہے۔ چلو.....'' آئیرِس نے کہا اور وہ تینوں ہنستے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ کاریڈور کا شور ابھی تک ویسے ہی تھا۔ وہ تینوں ہر چیز سے بے نیاز کیفے کی طرف جا رہے تھے۔

وہ سب بس اسکول میں ہی خوش رہتے تھے۔ گھر تو ان کے لیے جیسے قید خانہ تھا۔ وہ واقعی ایک قید خانہ ہی تھا۔

•••••

کیفے بہت بڑا تھا۔ دروازے کے آگے ایک بہت بڑا ہال تھا جہاں میز اور کرسیوں پہ بہت سے سٹوڈنٹس بیٹھے تھے۔ کچھ پڑھائی کی

باتیں کررہے تھے اور کوئی یوں ہی گوسپس میں مصروف تھے۔نجانے وہ یہاں پڑھنے آتے ہیں یا کھانے؟ کوئی جگہ خالی نہ تھی۔

ہال کراس کر کے بالکل سامنے کاؤنٹر تھا۔وہاں کھانے کا آڈر دے کر لوگ واپس اپنی اپنی کرسیوں پہ آجاتے۔تھوڑی دیر بعد ویٹر آڈر لے کر آتا تھا۔ایسے ہی ہال کے ایک طرف ٹینا بیٹھی جوس پی رہی تھی۔وہ ذرا اداس نظر آتی تھی۔کھلے، کالے گھنگھریالے بال جو کندھوں سے ذرا نیچے تک آتے تھے،سفید رنگت، گہری بھوری آنکھوں والی Tina Wilson.....خوبصورت تھی، پر آئیرِس ہومز کا مقابلہ نہیں کرسکتی تھی۔

تینوں کو ٹینا جلد ہی نظر آ گئی تھی۔وہ اس تک آئے۔''ٹینا.....کیا ہو گیا؟ پانچ منٹ پہلے کلاس سے باہر نکلنے کا اتنا دکھ ہے تمہیں؟''چھوٹے بالوں والے روبن نے چھیڑنے والے انداز میں پوچھا۔

ٹینا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔''ہاں بہت زیادہ دکھ ہے۔میں تو سوچ رہی ہوں کہ لندن برِج سے چھلانگ لگالوں۔میرا اب اس دنیا میں کوئی مقصد نہیں ہے۔میں نے.....اپنے پانچ منٹ ضائع کر دیے روبن۔میں بہت دکھی ہوں۔سر میرے بارے میں کیا سوچ رہے ہوں گے؟ میں اتنی نالائق ہوں؟ کل میرے پیرنٹس کو وہ سکول بھی بلائیں گے اور میری شکایت لگائیں گے،سوچو میرے مام ڈیڈ پہ کیا گزرے گی؟ بس.....(دونوں ہاتھ اٹھائے) میں جاؤں گی سر کے آفس میں.....''وہ رو دینے کو تھی۔انداز ٹوٹا ہوا تھا۔روبن، پیٹر اور آئیرِس اسے یک ٹک دیکھ رہے تھے۔''اور سر سے کہوں گی مجھے پانچ منٹ پہلے نکالنے کا بہت شکریہ۔میں کیفے آ گئی اور مجھے آرام سے جگہ مل گئی۔ورنہ تمہارے سامنے ہی ہے،کلاس ختم ہونے کے بعد کیسے رش لگ جاتا ہے یہاں۔تم لوگ بھی تو کھڑے ہو۔مجھے سر کو تھینکس کہنا ہے۔''ٹینا نے انتہائی سنجیدگی سے یہ بات کی اور جوس پینے لگی۔سب نے حیرت سے اسے دیکھا اور اگلے ہی پل وہ سب ہنس دیے۔

''یار.....ٹینا۔ویل ڈن۔بہت اعلیٰ ایکٹنگ کی ہے تم نے۔''پیٹر نے ہنستے ہوئے کہا۔باقی سب ابھی تک ہنس رہے تھے۔

''پیٹر تمہیں پتا ہے نا مجھے ایکٹریس بننے کا بہت شوق ہے۔میں بس پریکٹس کر رہی تھی۔''ٹینا نے بالوں کو ایک ادا سے پیچھے کیا اور جوس کا آخری گھونٹ لینے لگی۔

''ٹینا.....تم اپنے actor-co کے طور پہ پیٹر کو لے لینا۔اس نے بھی کچھ دیر پہلے ایک بہت شاندار پرفارمنس دی ہے۔''آئیرِس نے اسے بتایا۔پیٹر فخریہ انداز میں مسکرایا اور کالر سیدھا کرنے لگا۔

ٹینا نے فوراً روبن کو دیکھا۔''کیا کیا ہے اس نے؟''

''میں بتاتی ہوں۔''آئیرِس نے کہا۔وہ تینوں ابھی تک کھڑے تھے۔ٹینا ہاتھ میں جوس کا خالی گلاس پکڑے کرسی پہ بیٹھی تھی۔

''آؤ باہر چلتے ہیں۔پھر بتانا۔''روبن نے کہا۔سب کیفے ٹیریا سے باہر آ گئے۔ٹینا کی کرسی خالی دیکھ کر دو لوگ فوراً اس کی طرف آئے۔آئیرِس نے ہنستے ہوئے انہیں دیکھا اور باہر چلی گئی۔

کیفے سے باہر بھی لوگ اسی طرح آ جا رہے تھے۔کسی نے ہاتھ میں کتابیں پکڑی تھیں اور کسی نے کھانے کا سامان۔اپنی اپنی پسند کی چیزیں.....

''ہمیشہ کی طرح.....ایک لڑکا مجھ سے ٹکرایا اور.....'' آئیرِس نے ساری روداد اسے سنادی۔ روبن اور پیٹر ایک بار سے ہنسنے لگے تھے۔ بتاتے ہوئے آئیرِس کو بھی ہنسی آرہی تھی۔ ڈینفی بھی بس ہنسنے کے قریب ہی تھی۔

''اور سب سے فنی بات۔ میں نے اس کے سامنے کہا، پیٹر مائی لو۔'' آئیرِس اب قہقہہ مزید نہ رک پائی۔ ٹینا بھی کھلکھلا کر ہنس دی۔

''ویسے اچھی پرفارمنس تھی پیٹر۔'' ٹینا نے کہا۔ وہ وہاں نہیں تھی پر وہ اپنے دوست کو بہت اچھی طرح سے جانتی تھی۔ وہ سمجھ سکتی تھی وہاں کیا ہوا ہوگا۔

''شکریہ، شکریہ۔ مس ٹینا۔'' اس نے سر کو خم دیتے ہوئے داد وصول کی۔ ''لاؤ پیپر پین دو۔'' پیٹر نے ہاتھ آگے بڑھایا۔

ٹینا سمیت سب نے بھنویں سکوڑ کر اسے دیکھا۔ ''کیوں؟'' ٹینا نے پوچھا۔

''اپنا آٹو گراف دوں تمہیں۔ دیکھو، میں اپنے فینز کو ایسے ناراض نہیں کرتا۔ لاؤ جلدی۔'' انداز ایسا تھا جیسے جناب بہت بڑی فلم میں کام کر آئے ہیں اور فلم نیکڑوڑوں روپے کمائے ہوں۔

''بس کردو۔ فینز..... بیٹے وہ دیوار والے فینز ہوتے ہیں اور ان کے پَر بھی ٹوٹے ہوتے ہیں۔ کوئی ہوا نہیں آتی۔'' ٹینا نے ہنستے ہوئے کہا۔ روبن اور آئیرِس بھی ہنس دیے۔

''اچھا بس بس.....'' پیٹر نے زبان باہر نکال کر دکھائی۔ سب ایک بار پھر ہنس دیے۔

وہ چار دوست.....وہ سکول میں جتنے ہی خوش تھے۔ اپنے اپنے گھروں میں اتنے ہی اداس۔ ایلیٹ کلاس سے ہونے کا یہ مطلب تو نہیں کہ آپ کو بس کچھ ملے گا۔ مادی چیزیں مل جائیں گی لیکن.....سکون.....وہ پیسے سے تو کبھی ملا ہی نہیں۔

کلاسز ختم اور سب کے گھر جانے کا وقت آن پہنچا تھا۔ انہیں گھر جانے کا ذرا بھی شوق نہیں تھا لیکن، وہ کیا کرتے؟

•••••

سکول کی عمارت کے باہر سب کے لیے گاڑیاں پہلے سے تیار کھڑی تھیں۔ ڈرائیور نے ان کو دیکھا اپنی اپنی گاڑی کے دروازے کھول دیے۔ سب نے برے دل کے ساتھ انہیں دیکھا۔

''مجھے بس میں سفر کرنا ہے۔ میں تو آج تک بس میں بیٹھی ہی نہیں۔'' آئیرِس نے دکھی انداز میں کہا۔ سب نے اثبات میں سر ہلایا۔

''آئیرِس بے بی۔ بس میں بہت Germs (جراثیم) ہوتے ہیں۔ تم بیمار پڑ جاؤ گی۔'' روبن نے کسی کی نقل اتاری تو سب برے دل کے باوجود ہنس دیے۔

''یار میں تو کبھی بیمار بھی نہیں ہوئی۔ مام تو ہر وقت ہی گھر کو sanitize کر کے رکھتی ہیں۔ ہمارے گھر میں تو جرمز آنے سے بھی گھبراتے ہیں۔'' ٹینا نے سر جھٹکا۔ سب اس دکھ کو سمجھ سکتے تھے۔

''اچھا اب چلتے ہیں ورنہ یہ ڈرائیور انکل ہماری شکایت لگائیں گے کہ ہم سکول سے باہر اتنی دیر کھڑے رہیا ور مام پھر سے مجھے سینیٹائز کریں گی۔اف.....اتنی عجیب بو ہے اس کی۔'' آئیرِس نے کہا اور سب کے 'بائے۔' کہتی آگے بڑھ گئی۔

ٹینا، روبن اور پیٹر بھی اپنی اپنی گاڑیوں کی طرف چل پڑے۔

گھر میں ایک اور دن برباد ہونیوالا تھا۔

.....

گاڑی نے ہارن بجایا تو چوکی دار نے فوراً دروازہ کھولا۔ڈرائیور نے گاڑی اندر کی۔وہاں پہلے سے ہی دو گاڑیاں کھڑی تھی۔گاڑی روک کر ڈرائیور باہر نکلا اور پچھلا دروازہ کھولا۔تھکے تھکے انداز میں بیگ کندھے پہ ڈالے آئیرِس گاڑی سے باہر نکلی۔

''میں نے آپ کو کتنی بار منع کیا ہے، میرے لیے دروازہ نہ کھولا کریں۔میں خود بھی کھول سکتی ہوں۔'' وہ ناراضی سے بولی۔اسے ایسے کام پسند نہیں تھے۔وہ بہت امیر گھرانے کے تھی مگر اس سب کے باوجود وہ سادہ زندگی گزارنے کی خواہش مند تھی۔اسے نوکروں سے کام لینے کی بجائے خود اٹھ کے کام کرنا زیادہ پسند تھا۔وہ اپنے گھر کی اس روایت سے بہت تنگ تھی۔ٹھیک ہے نوکر آئیں اور اپنا کام کر کے چلے جائیں، لیکن سارا سارا دن نوکروں کو گھروں میں رکھنا اور خود اٹھ پانی بھی نا پینا..... یہ چیز اسے سخت ناپسند تھی۔پتا نہیں میرے پیرنٹس اس بات کو کب سمجھیں گے؟ اس نے تلخی سے سر جھٹکا اور گاڑی سے باہر نکلی۔

''سوری میڈم.....لیکن یہ مسز ہومز کا حکم ہے۔میں انکار نہیں کر سکتا۔'' وہ تابعداری سے بولا۔

آئیرِس نے اچٹتی نگاہ اس پہ ڈالی۔''تو آپ ان کے لیے کھول دیا کریں، میرے لیے نہیں۔اگر آئندہ آپ نے ایسے کیا تو میں آپ کو جاب سے فارغ کروادوں گی۔'' وہ ذرا غصے سے بولی تا کہ اس پہ کوئی اثر ہو جائے۔

''سوری میڈم.....'' ڈرائیور فوراً بولا۔آئیرِس نے کوئی جواب نہ دیا اور آگے چل پڑی۔

پورچ کے دائیں طرف بڑا سا لان تھا۔مختلف قسم کے پودے لان کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہے تھے۔لان کے سامنے ایک عالیشان گھر کھڑا تھا۔عمارت کے درمیان میں داخلی دروازہ تھا۔دروازے کی دونوں جانب گھر ایک طرح کا ہی بنا تھا۔دونوں طرف بڑی بڑی کھڑکیاں تھیں۔خوبصورت.....عالیشان گھر.....ایلیٹ کلاس گھر.....

آئیرِس نے دروازہ دھکیلا تو وہ کھلتا چلا گیا۔اندر بڑا سا لاؤنج بنا تھا۔لاؤنج میں سامنے دیوار پہ ایک بڑی سی ایل سی ڈی لگی تھی۔آرام دہ صوفے اور جدید قسم کی آرائش سے وہ لاؤنج دیکھنے کے قابل تھا۔

آئیرِس صوفے تک آئی اور بیگ صوفے پہ رکھا اور خود بھی صوفے پہ گر سی گئی۔آئیرِس نے آنکھیں موند لیں۔

دفعتاً ایک ملازمہ اس کے پاس آئی اور ذرا جھک کر کہا۔''میڈم آپ کے لیے کچھ لاؤں؟'' وہ ذرا اونچی آواز میں بولی۔آئیرِس نے آنکھیں کھولیں اور گھور کر ملازمہ کو دیکھا۔''میرے پاس ہاتھ بھی ہیں اور پاؤں بھی۔رکو.....تمہیں دکھاتی ہوں۔'' وہ سیدھی کھڑی ہوئی اور پہلے اپنے ہاتھ سامنے کیے پھر پیروں کی طرف اشارہ کیا۔''دیکھو، ٹھیک ہیں بالکل۔مجھے اگر کچھ چاہیے ہوگا تو میں خود لے لوں گی۔میں نے

کتنی بار منع کیا ہے میرے پاس ایسے نہ آیا کرو۔ پتا نہیں تم لوگ کیوں نہیں بات سنتے۔'' وہ تلخی سے بولی اور اپنا بیگ اٹھایا۔

ملازمہ شرمندہ ہوئی۔''سوری میڈم لیکن.....''

آئیرِس نے اس کی بات کاٹی۔''لیکن مسز ہومز نے تمہیں کہا ہوا ہے، تو تم مسز ہومز کو جا کر بتا دو کہ ان کی بیٹی اپاہج نہیں ہے۔ وہ اپنے کام خود کر سکتی ہے۔ ہٹو میرے سامنے سے.....'' ہاتھ سے اسے ہٹنے کا اشارہ کیا۔ ملازمہ سر جھکائے پیچھے ہٹی۔ آئیرِس اس پہ ایک اچٹی گاہ ڈالتی آگے چلی گئی۔

''مجھے نفرت ہے ان سب سے.....'' وہ رو دینے کو تھی۔ اسے اس گھر کی دولت میں کوئی دلچسپی نہ تھی۔ وہ صرف یہاں خوش رہنا چاہتی تھی۔ اپنی زندگی کو ایک نارمل انسان کی طرح جینا چاہتی تھی۔ اسے نوکروں سے کام کروانا سخت برا لگتا تھا۔ اگر اتنی ہی دولت ہے تو انسان چیریٹی کر دے۔ پتا نہیں نوکروں سے کام کروا کے کیا ملتا ہے؟ یہ سب مسز ہومز کا حکم تھا۔ مسز ہومز.....آئیرِس ہومز کی ماں، درمیانی عمر کی عورت اور ایک.....جی ہاں، ایک ایلیٹ کلاس عورت۔ آئے دن پارٹیز میں جانا.....آئے دن پارٹیز رکھنا، یہ ان کا مشغلہ تھا۔ آج بھی وہ ایک پارٹی میں گئی تھیں۔ سارا گھر نوکروں کے ذمہ تھا۔

مسٹر ہومز ایک کامیاب بزنس مین تھے۔ وہ اپنا زیادہ تر وقت تو آفس میں ہی گزارتے تھے۔ گھر کیا ہو رہا ہے، انہیں اس بارے میں کچھ نہیں پتا ہوتا تھا۔ گھر کی ساری ذمہ داری مسز ہومز.....میرا مطلب نوکروں پہ تھی۔

آئیرِس اپنے کمرے میں آئی اور زور سے دروازہ بند کیا۔ بیگ بیڈ پہ پھینکا اور خود بھی بیڈ میں بیٹھ گئی۔ ہاتھوں سے سر کو تھام لیا۔ وہ اداس نظر آتی تھی۔

''انسان کہاں جائے جہاں وہ سکون سے رہ سکتا ہے؟'' اس نے خود کلامی کی۔''میں اپنی مرضی سے زندگی جینا چاہتی ہوں۔ میں خوش رہنا چاہتی ہوں، میں اپنی زندگی میں 'مسز ہومز کا یہ آڈر ہے' نہیں سننا چاہتی۔ کوئی ایک دن تو میری مرضی کا گزرے۔ مجھے اپنی زندگی خود جینی ہے۔ میں کسی مسز ہومز کے مطابق زندگی نہیں جینا چاہتی۔ ٹھیک وہ میری مام ہیں لیکن..... ہر وقت کے آڈرز مجھے بہت تنگ کرتے ہیں۔ میری اپنی زندگی ہے۔ میں اپنے مطابق جینا چاہتی ہوں۔ کم از کم دو ہفتے ہی اپنے مطابق جینے دیں مجھے۔ میں تھک چکی ہوں۔ مجھے اس گھر سے، اس دولت سے.....اس سب سے الجھن ہے۔ میں یہاں نہیں رہنا چاہتی۔ مجھے اپنی زندگی کے لیے الگ گھر لینا ہوگا۔ اف.....میں کب ایک Independent woman (آزاد عورت) بنوں گی؟ شاید اس میں بہت وقت ہے۔ لیکن مجھے ابھی ایک دو ہفتے آرام سے زندگی گزارنی ہے۔ بالکل آرام سے.....اپنے تین دوستوں کے ساتھ۔ اور میں یہ کروں گی۔ بس بہت ہو گیا۔'' وہ کہتی گئی اور جیسے وہ ایک عزم سے کہہ رہی تھی۔ اسے واقعی یہاں سے جانا تھا۔ جہاں سکون ہو۔ کچھ ہفتوں کا ہی سہی، لیکن ایسا سکون جسے وہ ساری زندگی یاد کر سکے۔ جو کبھی نا بھولے۔

وہ تیار تھی۔ اسے یہ کرنا ہی تھا۔

•••••

''آپ نے دیکھا آئیرس کتنی اداس تھی۔میں، ٹینا اور پیٹر بھی یہ بات جانتے تھے۔ہمارے حالات اس سے کوئی زیادہ اچھے نہیں تھے۔ہمارے گھروں کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔مجھے سمجھ نہیں آتی یہ سب ایسے کیوں ہے؟ کیا ہماری اپنی کوئی زندگی نہیں ہے؟ کیا ہم خود کوئی فیصلہ نہیں لے سکتے؟ یہ بات ہم سب ہی سوچا کرتے تھے۔نجانے وہ دن کب آئے گا جب ہم اپنی مرضی سے کچھ کریں گے۔نجانے کب.....''

.....

باب نمبر۲

اسی طرح کے ایک بڑے سے گھر میں ٹینا بھی رہی تھی۔گھر میں داخل ہوتے ہی چہرے پہ ناگواریت چھا گئی۔ایک سرد نظر سب پہ ڈالتی وہ اپنے کمرے کی طرف چل پڑی۔اسے کسی میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔جب انسان کو کسی چیز میں دلچسپی نہ ہو تو وہ اس چیز کو اپنے قریب برداشت بھی نہیں کرتا، چاہے وہ کوئی قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

وہ سیڑھیاں چڑھ رہی تھی کہ پیچھے سے کسی نے پکارا۔''ٹینا.....ہنی، تم کب آئیں؟'' وہ مسز وِلسن تھیں۔

ٹینا کے کندھے ڈھیلے پڑے۔وہ برے موڈ سے پیچھے مڑی۔''بس.....دو منٹ پہلے۔میں بہت تھک گئی ہوں مام۔میں اپنے کمرے میں جا رہی ہوں۔بائے۔'' ہاتھ ہلا کر کہا اور مڑ گئی۔

''رکو ہنی۔ابھی مت جاؤ۔ڈرائینگ روم میں مسز پیٹر آئی ہیں۔تم ان سے مل لو اور بتاؤ انہیں کہ تم ان کی بیٹی سے زیادہ خوبصورت ہو۔'' مسز وِلسن نے فوراً کہا۔ان کے انداز میں ایک فخر تھا۔ٹینا واقعی خوبصورت تھی۔

''مام، مجھے کسی کو نہیں بتانا کہ میں کتنی خوبصورت ہوں۔آپ پلیز مجھے اوپر جانے دیں۔میرے سر میں درد ہو رہا ہے۔'' وہ بہت بے زاریت سے بولی اور ساتھ ہی کنپٹی سہلائی۔

مسز وِلسن نے حیرت سے اسے دیکھا۔''ٹینا.....تم ٹھیک ہو ناں؟ میں ڈاکٹر کو بلاتی ہوں رکو۔تم نے آج ہاتھ سینیٹائز نہیں کیے ناں، اسی لیے۔'' وہ فوراً بولیں۔انداز میں ایک دم فکر عود آئی تھی۔

ٹینا کو لینے کے دینے پڑ گئے تھے۔ ''مام.....پلیز نہیں۔ میں تھوڑا سا آرام کروں گی تو ٹھیک ہو جاؤں گی۔ آپ جائیں مسز پیٹر کے پاس۔ میں اپنے روم میں جا رہی ہوں۔'' ٹینا کو اب رونا آ رہا تھا۔

مسز وِلسن نے اس کا گال تھپکا اور سر ہلایا۔ ٹینا نے ایک اچٹتی نگاہ اس پہ ڈالی اور اوپر چڑھ گئی۔

''یہاں تو بندہ بہانہ بھی نہیں کر سکتا۔ مام تو اس کے اندر سے بھی کوئی نا کوئی بات نکال لیتی ہیں۔'' اس نے تلخی سے سر جھٹکا۔

سیڑھیاں چڑھ کر وہ اوپر اپنے کمرے میں آئی۔ وہ کمرہ ہی اس گھر میں اس کے سکون کا واحد ذریعہ تھا، صرف اس وقت تک جب تک وہ اکیلی یہاں ہوتی تھی۔ اس کا ایک نو سال کا بھائی تھا۔ ٹینا اور اس کی زیادہ بنتی نہیں تھی۔ وہ ایک دوسرے کو کم کم ہی بلاتے تھے۔ ٹینا کے ڈیڈ لندن کے امیر ترین لوگوں میں سے ایک تھے۔ وہ بہت مہذب آدمی تھے۔ وہ مڈل کلاس فیملی سے تھے اسی لیے ان کے لیے یہ سب چیزیں عجیب تھیں، یعنی وہ سب چیزیں جو مسز وِلسن کیا کرتی تھیں۔ انہیں ذرا بھی فرق نہیں پڑتا تھا کیوں کہ وہ مسٹر وِلسن کے بغیر ہی یہ عجیب کام کرتی تھیں۔ وہ کبھی ان کے ساتھ کسی پارٹی میں نہیں گئے تھے ورنہ ہی وہ گھر میں ہونے والی پارٹیز میں شرکت کرتے تھے اسی لیے مسز وِلسن ساری پارٹیز دن کے وقت ہی رکھتی تھیں، جب وہ گھر نہیں ہوتے تھے۔

ٹینا کی اپنے گھر میں صرف اپنے ڈیڈ سے بنتی تھی۔ وہ اسے سمجھتے تھے لیکن اس حد تک وہ بھی ٹینا کا ساتھ نہیں دیتے تھے۔ اصل میں ساری بات مسز وِلسن کی تھی۔ اگر وہ کسی کام کے لیے راضی ہوں تو ہی وہ ہو سکتا ہے ورنہ بھول جاؤ۔ جب انسان نیا نیا امیر ہوتا ہے تو وہ سب کو اپنا غلام سمجھنے لگتا ہے۔ وہ بھی انہی میں سے ایک تھیں۔ ہفتے میں چار دن تو وہ پارٹیز میں جاتی تھیں۔ کبھی کبھی گھر میں بھی پارٹی رکھ لیتی تھیں۔ ایلیٹ کلاس لیڈیز.....

''ہاں، آئیرِس؟ وہ میں نے پوچھنا تھا کوئی اسائنمنٹ تو نہیں ملی؟'' ٹینا نے خود کو پریشانی سے آزاد کرنے کے لیے آئیرِس کو کال کی۔ آئیرِس نے بھی پہلی گھنٹی پہ ہی کال اٹھا لی تھی۔

''تمہیں کب سے اسائنمنٹ کی اتنی فکر ہونے لگی؟'' آئیرِس نے الٹا سوال کیا۔

ٹینا اداسی سے مسکرائی۔ ''گھر میں بور ہو رہی تھی سوچا کچھ پڑھ ہی لوں۔'' اس نے کہا۔

''اوہ، واؤ۔ ویری نائس، ویری نائس۔'' آئیرِس اسے سراہ رہی تھی مگر ٹینا کو پتا تھا وہ اس پہ طنز کر رہی تھی۔

''بکواس نہیں کرو آئیرِس۔ بتاؤ بھی کیا ملا ہے؟'' ٹینا نے کہا۔

آئیرِس ایک دم کھلکھلا کر ہنس دی۔ ''میری پیاری دوست.....اگر مجھے پتا ہوتا تو میں خود نہ بنا رہی ہوتی؟''

ٹینا نے آنکھیں اوپر کیں۔ ''حد ہے، جاہل دوست۔'' ٹینا کو جیسے غصہ آیا۔

''تو پڑھی لکھی دوست، آپ کسی اور سے پوچھ لیں۔ وہ جولڑ کی ہے کلاس میں، نام نہیں یاد۔ وہ عینک لگاتی ہے۔ اس سے پوچھ لو اور مجھے بھی بتانا۔'' آئیرِس نے پیار سے کہا۔ وہ ٹینا کو تنگ کر رہی تھی۔ آخر وہ بھی تو گھر میں بور ہی ہو رہی تھی۔ کرنے کو اور کچھ نہیں تھا۔ ''ایسے تمہیں پتا آج اس لڑکی نے کیا کیا؟'' آئیرِس اسے بتانے لگی تھی پر پہلے فون میں سے اس کا بلند قہقہہ سنائی دیا۔

''تم پہلے ہنس لو۔ میں بعد میں کال کروں گی۔'' ٹینا ناراض لگتی تھی۔ اس کا موڈ بری طرح خراب تھا۔

''اچھا، اچھا۔ بتاتی ہوں۔'' آئیرِس فوراً بولی۔ ٹینا بیڈ پہ چت لیٹی اسے سن رہی تھی۔

آئیرِس نے اس کے کلاس سے باہر جانے کے بعد کی کہانی اسے سنادی۔ ٹینا ایک ہنس دی۔ اسے وہ لڑکی آج پہلی دفعہ اچھی لگی تھی۔ ویسے وہ اس کے نام سے بھی ناواقف تھی لیکن اپنی حمایت کا سب کر اس کے خیالات بدل گئے تھے۔

''ویسے واقعی وہ اتنی معصوم ہے یا جان کر کرتی ہے؟'' ٹینا نے سوالیہ انداز میں پوچھا،

''تم نے دیکھا نہیں وہ واقعی معصوم ہے جو تمہاری حمایت کر رہی ہے۔'' آئیرِس نے کہا اور ایک بار پھر سے ٹینا نے فون میں سے اس کے قہقہے کی آواز سنی۔

''بہت بدتمیز ہو تم آئیرِس۔'' ٹینا سیذرا غصے سے کہا پر آخر میں وہ بھی ہنس دی۔

ایک دو اور باتوں کے بعد فون بند ہو گیا۔

بڑے سے گھر سے ایک بڑے سے کمرے میں وہ اکیلی تھی۔ اسے اس گھر کی دیواریں کاٹ کھانے کو دوڑتی تھیں۔ ٹینا کو بھی آزادی چاہیے تھی۔ آئیرِس کی طرح.....

•••••

ٹینا کے گھر سے چند میل دور پیٹر مورِس کی گاڑی گھر کے پورچ میں آ کر رکی۔ پیٹر نے فوراً خود ہی دروازہ کھولا۔ اسے اپنے اردگرد منڈلاتے نوکر اچھے نہیں لگتے تھے۔ کندھے پہ اپنا بیگ اٹھائے ایک اچٹتی نگاہ ڈرائیور پہ ڈالے جو پہلے ہی باہر کھڑا تھا، آگے بڑھ گیا۔ چار گاڑیوں کے لیے بنے پورچ کے دائیں طرف ہی داخلی دروازہ تھا۔

مورِس بلڈنگ کا کشادہ لان اس کے عقب میں تھا۔ لان کی ایک طرف چھوٹا سا تالاب بھی تھا۔

پیٹر برے موڈ سے اندر داخل ہوا۔ یونیفارم پہنے ملازمہ نے آگے بڑھ کر اسے ''گڈ آفٹر نون'' کہا۔ پیٹر نے سرسری سا اسے دیکھا اور کچھ بھی کہے بغیر آگے بڑھ گیا۔

''اوہ مائی سن.....'' وہ مسٹر مورِس تھے۔ وہ اپنے کمرے سے نکل رہے تھے کہ انہیں پیٹر نظر آ گیا۔

''ہائے ڈیڈ۔'' ذرا سا ہاتھ ہلا کر انہیں دیکھا اور اپنے کمرے میں جانے لگا۔

مسٹر مورِس نے اسے فوراً پکارا۔ ''پیٹر مائی سن.....آؤ ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔ لنچ تیار ہے۔ آج لنچ پہ میرے بزنس پارٹنر آ رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں تم ان سے ملو۔ انہیں بتاؤ کہ تم میں وہ قابلیت ہے جو اس سب (گھر کی طرف دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا) کو اچھے سے سنبھال سکتی ہے۔ میں چاہتا وہ ابھی سے تمہیں جان لیں۔ آخر یہ سب تمہارا ہی تو ہے۔'' وہ فخر سے کہہ رہے تھے۔ پیٹر پھیکا سا مسکرایا۔

''ڈیڈ.....کیا میرا آنا ضروری ہے؟ میں ابھی سے بزنس میں نہیں پڑنا چاہتا۔ مجھے ابھی اپنی سٹڈیز مکمل کرنی ہیں۔'' اس کے انداز میں جیسے التجا تھی۔ مسٹر مورِس کے ماتھے میں بل نمودار ہوئے۔

''پیٹر.....'' وہ تنک کر بولے۔''تمہیں خود کو ابھی سے ایسے ظاہر کرنا ہوگا۔آج سے تم کوشش کرو گے تو ہی تو اس ٹائم تک تمہیں سب کچھ کرنا آئے گا۔اچھا بزنس مین وہ ہوتا جو کوئی موقع ضائع نہ کرے۔تمہیں خود کو دنیا کے سامنے لانے کا موقع ابھی سے مل رہا ہے۔اسے ضائع مت کرو۔اب فوراً سے فریش ہو کر نیچے آؤ۔انڈر سٹینڈ؟''ان کا انداز اب سخت تھا۔

پیٹر سے دکھ سے انہیں دیکھا اور کمرے میں چلا گیا۔

''کیسے ماں باپ ہیں۔ذرا ہمیں اپنی مرضی نہیں کرنے دیتے۔''اس نے بیگ غصے سے بیڈ پہ پھینکا اور خود بھی بیڈ پہ بیٹھ گیا۔مورِس بلڈنگ اس کے لیے ایک ایسی جگہ تھیں جہاں اس سے زیادہ ملازمین کی بات مانی جاتی تھی۔پیٹر اس گھر کا اکلوتا چشم و چراغ تھا پر وہاں پرواہ کسے تھی؟ وہ سب اس پہ اپنی مرضیاں مسلط کرتے تھے۔

مسز مورِس ایک ہاؤس وائف تھیں۔وہ دوسری عورتوں کی طرح ہی تھیں،یعنی پارٹیز میں آنا جانا۔لیکن اس حد تک نہیں۔وہ بس کبھی کبھی پارٹیز میں جاتی تھیں اور مہینے میں صرف ایک بار ہی گھر کائی پارٹی رکھتی تھیں۔آخر اب کچھ روایات تو برقرار رکھنی ہی ہیں۔اس کے علاوہ انہیں مہنگے مہنگے ڈیکوریشن پیسز لینے کا بہت شوق تھا۔پیٹر کا گھر.....مطلب اس کے لیے قید خانہ،بہت اچھے سے آرائش شدہ تھا۔ہر چیز بہت مہنگی اور قیمتی تھی۔

دفعتاً دروازہ بجا۔پیٹر جانتا تھا وہاں ملازمہ ہوگی۔تلخی سے اس نے اندر آنے کا کہا۔وہاں ملازمہ ہی تھی۔

''پیٹر سر.....مسٹر مورِس آپ کو بلا رہے ہیں۔''اس نے آ کر اطلاع تھی۔پیٹر کی سوچ کے عین مطابق.....

''آ رہا ہوں۔جاؤ تم۔''ہاتھ سے اسے جانے کا شارہ کیا۔ملازمہ حیرت سے اسے دیکھتی باہر چلی گئی۔

پیٹر نے کھینچ کر اپنا ہاتھ بیڈ پہ مارا۔وہ غصے اور دکھ کی ملی جلی کیفیت میں تھا۔

''انسان کہاں جائے جہاں وہ سکون سے رہ سکتا ہے؟''اس نے خود کلامی کی۔''میں اپنی مرضی سے زندگی جینا چاہتا ہوں۔میں خوش رہنا چاہتا ہوں،میں اپنی زندگی میں 'تمہیں یہ سارا بزنس سنبھالنا ہے' نہیں سننا چاہتا۔کم سے کم ابھی سے تو نہیں۔جب وقت آئے گا تو دیکھیں گے پر ابھی نہیں.....کوئی ایک دن تو میری مرضی کا گزرے۔مجھے اپنی زندگی خود جینی ہے۔میں کسی مسٹر مورِس کے مطابق زندگی نہیں جینا چاہتا۔ٹھیک وہ میرے ڈیڈ ہیں لیکن.....ہر وقت کے آڈرز مجھے بہت تنگ کرتے ہیں۔ہر وقت اپنی کامیابی کا بتانا،مجھے اس سے الجھن ہونے لگ گئی ہے۔میں یہ قصے ہزار بار سن چکا ہوں۔میری اپنی زندگی ہے۔میں اپنے مطابق جینا چاہتا ہوں۔کم از کم دو ہفتے ہی اپنے مطابق جینے دیں مجھے۔میں تھک چکا ہوں۔مجھے اس گھر سے،اس دولت سے.....اس سب سے الجھن ہے۔میں یہاں نہیں رہنا چاہتا۔مجھے اپنی زندگی کے لیے الگ گھر لینا ہوگا۔اف.....میں کب ایک Independent man (آزاد آدمی) بنوں گا؟ شاید اس میں بہت وقت ہے۔لیکن مجھے ابھی ایک دو ہفتے آرام سے زندگی گزارنی ہے۔بالکل آرام سے.....اپنے تین دوستوں کے ساتھ۔اور میں یہ کروں گا۔بس بہت ہو گیا۔''وہ کہتا گیا اور جیسے وہ ایک عزم سے کہہ رہی تھا۔اسے واقعی یہاں سے جانا تھا۔جہاں سکون ہو۔کچھ ہفتوں کا ہی سہی،لیکن ایسا سکون جسے وہ ساری زندگی یاد کر سکے۔جو کبھی نا بھولے۔

وہ تیار تھا۔اسے یہ کرنا ہی تھا پر ابھی اسے لنچ پہ جانا تھا جہاں ڈیڈ کے وہی پرانے قصے جو پیٹر کو ازبر تھے، سننے ہی تھے۔اس کے علاوہ وہ ابھی کچھ نہیں کرسکتا تھا۔انتہائی برے دل سے وہ لنچ کے لیے تیار ہونے لگا۔

•••••

روبن اپنے کمرے میں لیپ ٹاپ کے سامنے بیٹھا تھا۔مسٹر فرینڈس تو آفس میں تھے اور مسز فرینڈس بھی ایک ورکنگ لیڈی تھیں۔ساتھ ساتھ وہ ایک ہاؤس وائف بھی تھیں لیکن وہ اس وقت گھر نہیں تھی۔گھر میں بس ایک دو ملازمین تھے جو ان کی غیر موجودگی میں گھر کی نگرانی کرتے تھے اور رات کو ایک ایک چیز کے بارے میں مسز فرینڈس کو بتاتے تھے۔وہ ان سے مطمئن تھیں۔روبن ان کا چھوٹا بیٹا تھا۔اس سے بڑی ان کی ایک بیٹی تھی جو دوسرے شہر میں رہتی تھی۔وہ وہاں اپنی اسٹڈیز مکمل کر رہی تھی۔روبن کو ویسے تو ہر کام کرنے کی اجازت تھی، بس وہ کہیں باہر نہیں جاسکتا تھا، کسی دوست کے گھر نہیں رہ سکتا تھا، کسی کے ساتھ کہیں جا بھی نہیں سکتا، باہر کا کھانا بھی اسے منع تھا، کوئی دوست چھ بجے کے بعد اس کے گھر نہیں رہ سکتا تھا۔باقی سب کچھ وہ کرسکتا تھا جیسے کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا..... یا ٹی وی دیکھنا۔مسز فرینڈس کو یقین تھا وہ یوں اپنے بیٹے کی اچھی تربیت کر رہی ہیں۔روبن اکثر اس بات کو سوچ کر بہت ہنستا تھا۔

وہ لیپ ٹاپ پہ Netflix پہ کوئی ڈرامہ دیکھ رہا تھا۔اس کا پسندیدہ مشغلہ یہی تھا۔کرنے کو اور کچھ تو تھا نہیں تو بور ہونے سے اچھا وہ یہ کام ہی کرتا رہے۔شکر کہ مسز فرینڈس نے یہ نہیں کہا تھا بس ایک گھنٹے سے زیادہ نیٹ فلکس نہیں چلانا۔

ایک دم سے روبن کے پاس پڑے فون نے بجنا شروع کر دیا۔وہ جانتا تھا کس کی کال ہوگی۔اس نے سکرین کو بغیر دیکھے کال اٹھائی۔

''ہیلو ڈیئر.....گھر آ گئے؟'' وہ مسز فرینڈس ہی تھیں۔

''جی مام، کیوں ملازمہ نے آپ کو نہیں بتایا؟'' انداز بے پرواہ تھا۔

''بتایا ہے، میں نے سوچا خود بھی تمہیں فون کرلوں۔'' وہ خوش دلی سے بول رہی تھیں۔

روبن کو اس خوش دلی سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔''اور تم نے کھانا کھایا؟'' انہوں نے پوچھا۔

روبن نے پاس رکھی چپس کو ایک نظر دیکھا۔''جی مام۔''

''ویری گڈ۔اور آج کا دن کیسا گزرا؟'' وہ بھی اپنے آفس میں لیپ ٹاپ کے سامنے ہی بیٹھی تھیں۔روبن جانتا تھا۔

''جیسا ہر دن گزرتا ہے۔مام کیا میں پیٹر کے گھر چلا جاؤں؟'' اس نے جیسے انہیں چھیڑا۔وہ جانتا تھا جواب کیا ہوگا۔

''روبن میں نے کیا تمہیں دوسری زبان میں بتایا تھا جو تمہیں سمجھ نہیں آئی تھی؟ تم گھر سے باہر نہیں جاسکتے۔'' ان کے انداز میں ایک دم تلخی عود آئی تھی۔روبن استہزایہ ہنسی ہنسا۔

''او کے مام۔'' سر جھٹک کر اس نے فون بند کر دیا اور پھر سے لیپ ٹاپ پہ ڈرامہ دیکھنے لگا۔

اس گھر سے پندرہ منٹ کی ڈرائیو دور بڑے سے آفس کی ایک عمارت میں مسز فرینڈس نے فون کو گھور کر دیکھا۔اسی دوران مسٹر

فرنینڈس دروازے پہ ہلکی سی دستک دے کر اندر داخل ہوئے۔اپنی بیوی کو ذرا کھوجتی نگاہ سے دیکھا۔وہ پریشان لگتی تھیں۔

''کیا ہوا؟''انہوں نے پوچھا اور کرسی پہ آ کر بیٹھ گئے۔

مسز فرنینڈس نے فون میز پہ رکھا۔''روبن.....بار بار دوستوں سے ملنے کی ضد کرتا ہے۔تم جانتے ہو باہر کی دنیا کتنی خطرناک ہے۔میں اسے ایسے خطرے میں نہیں بھیج سکتی۔آگے ہی میں سوفیہ (روبن کی بڑی بہن) کو باہر بھیج کر بہت فکرمند ہوں۔میں روبن کو کبھی بھی باہر جانے نہیں دوں گی۔''انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔

''روبن ابھی بچہ ہے۔تم اس کی فکر نہ کرو۔وہ جلد ہی ٹھیک ہو جائے گا۔''سامنے بیٹھے مسٹر فرنینڈس نے انہیں سمجھایا۔''چلو اب ہمیں میٹنگ میں جانا ہے۔''

''اوہ ہاں.....''انہوں نے ماتھے پہ ہاتھ رکھا۔''میں تو بھول ہی گئی تھی۔چلو.....''وہ فوراً اٹھیں۔کرسی کے پیچھے رکھا اپنا کوٹ اٹھایا۔دونوں اس عالیشان آفس سے ایک ساتھ نکلے تھے۔

ظاہر ہے،ان کے پاس اپنی اولاد سے زیادہ ضروری کام تھے۔

•••••

ایک اور بور دن اپنے اختتام کو پہنچا۔وہ سب اپنے اپنے گھروں میں سونے کے لیے لیٹ گئے تھے۔

آئیرس نے اپنی مام کو ایک بار پھر منع کیا تھا کہ وہ نوکروں کو اس کے کام کرنے سے روک کر رکھیں،مگر.....کوئی فائدہ نہیں ہوا تھا،نہ ہی ہونا تھا۔

''ہنی.....یہ ان کی جاب ہے۔انہیں کرنے دو یہ۔ہم اسی چیز کے پیسے دیتے ہیں انہیں۔''مسز ہومز نے اتنا کہہ کر بات ٹال دی۔آئیرس کو یہی امید تھی مگر اسی آس کے تحت اس نے کہنا ضروری سمجھا جو بے کار گیا تھا۔مسز ہومز ایسے تو سیدھی نہیں ہونگیں،یہ تو اسے اچھی طرح پتا تھا۔وہ آئیرس کو اپنی مرضی سے زندگی گزارنے نہیں دیں گی۔اسے کچھ نیا کرنا چاہیے تھا۔کیا پتا وہ ٹھیک ہو ہی جائیں؟ایک امید تو تھی ہی۔وہ ایک اور رسک لینے کو تیار تھی۔بالکل تیار تھی۔اسے موقع کی تلاش تھی۔

•••••

اسی شہر میں کے ایک گھر میں پیٹر بھی بیڈ پہ لیٹا مسٹر مورِس کے ساتھ برے دل سے لنچ کرنے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔وہ جو بھی کہہ لیتا،جو بھی بہانہ بنا لیتا،وہ مسٹر مورِس کو قائل نہیں کر سکتا تھا کہ وہ ان کے ساتھ ابھی سے بزنس کی دنیا میں نہیں جانا چاہتا۔اسے ابھی زندگی جینی تھی جو شاید ادھر تو نہ جی جاتی۔

''پیٹر.....کامیاب بزنس مین.....''ہمیشہ کی طرح ایک بات سنا کر وہ پیٹر کو چپ کروا دیتے تھے۔پیٹر خاموش ہو جاتا تھا۔وہ کیا کہتا؟اگر وہ کچھ کہتا تو آگے سے نیا فلسفہ چھاڑ دیتے۔

مسٹر مورِس ایسے تو سیدھے نہیں ہونگے،یہ تو اسے اچھی طرح پتا تھا۔وہ پیٹر کو اپنی مرضی سے زندگی گزارنے نہیں دیں

گے۔اسے کچھ نیا کرنا چاہیے تھا۔کیا پتا وہ ٹھیک ہو ہی جائیں؟ایک امید تو تھی ہی۔وہ ایک اور رکس لینے کو تیار تھا۔بالکل تیار تھا۔اسے موقع کی تلاش تھی۔

.....

روبن کا بھی ایک اور دن گھر میں قید رہ کر گزر گیا تھا۔وہ اکثر سوچتا تھا کہ میرے ماں باپ کو مجھ سے زیادہ، بلکہ اپنے دونوں بچوں سے زیادہ اپنے بزنس کی فکر تھی۔اچھا ہی ہوا سوفیہ باہر چلی گئی تھی ورنہ وہ بھی اس قید میں رہ کر پاگل ہو جاتی۔

''میں تمہاری Care کرتی ہوں روبن۔بزنس کپلز کے بہت سے دشمن ہوتے ہیں۔وہ سیدھا فیملی پہ وار کرتے ہیں۔میں اسی لیے سب ذرا فکرمند رہتی ہوں۔''مسز فرینڈس کے پاس یہی دلیل تھی۔

''کیا باقی ساری دینا کے بچے بھی ایسے ہی قید رہتے ہیں؟اگر ایسا ہے تو پھر تو کسی کپل کو بزنس نہیں کرنا چاہیے۔''وہ اکثر یہ بات سوچا کرتا تھا مگر وہ اپنے پیرنٹس کو یہ بات کہہ نہیں سکتا تھا۔ان کے جواب اسے پہلے ہی ازبر تھے۔

مسز فرینڈس ایسے تو سیدھی نہیں ہونگیں، یہ تو اسے اچھی طرح پتا تھا۔وہ روبن کو اپنی مرضی سے زندگی گزارنے نہیں دیں گی۔اسے کچھ نیا کرنا چاہیے تھا۔کیا پتا وہ ٹھیک ہو ہی جائیں؟ایک امید تو تھی ہی۔وہ ایک اور رکس لینے کو تیار تھا۔بالکل تیار تھا۔اسے موقع کی تلاش تھی۔

.....

لندن شہر کے بڑے سے گھر میں ٹینا بھی چت لیٹی چھت کو گھور رہی تھی۔

''انسان کو خوبصورت دکھنے کے لیے اپنے کردار کو ٹھیک کرنا پڑتا ہے، باقی سب تو کچھ بھی نہیں ہے۔مجھے اپنے گورے رنگ سے کسی کے سامنے خود کو خوبصورت ظاہر نہیں کرنا۔میرے خوبصورت ہونے نہ ہونے سے کسی کو کیا فرق پڑے گا بھلا؟سب انسان ہی ہیں۔جو زیادہ خوبصورت ہو وہ کوئی فرشتہ تو نہیں ہوتا۔I don't need to show off my beaty''وہ اکثر مسز وِلسن کو یہی بات کہتی تھی۔

''انسان کو اپنا آپ سب کو دکھانا چاہیے۔یہ انسان کا حق ہے۔''مسز وِلسن آگے سے ہمیشہ کندھے اچکاتی تھیں۔ٹینا انہیں دکھ سے دیکھ کے رہ جاتی۔

مسز وِلسن ایسے تو سیدھی نہیں ہونگیں، یہ تو اسے اچھی طرح پتا تھا۔وہ ٹینا کو اپنی مرضی سے زندگی گزارنے نہیں دیں گی۔اسے کچھ نیا کرنا چاہیے تھا۔کیا پتا وہ ٹھیک ہو ہی جائیں؟ایک امید تو تھی ہی۔وہ ایک اور رکس لینے کو تیار تھی۔بالکل تیار تھی۔اسے موقع کی تلاش تھی۔

.....

''ہمارے ساتھ ہمیشہ سے یہی ہوتا آیا ہے۔ہم بھی انسان ہیں۔باقی بچوں کی طرح ہمارا بھی دل تھا کہ ہم ایک نارمل لائف

گزاریں لیکن شاید ہمارے پیرنٹس کو یہ منظور نہیں تھا۔ ہمیں کسی بھی طرح اس قید خانے سے نکلنا تھا۔ چاہے کچھ دنوں کے لیے ہی سہی پر لازمی..... ۔ میں بہت سے بچوں کی انسٹاگرام پہ دوسرے ملکوں کی سیر کی تصویریں دیکھتا تھا۔ حیرت ہے ان کے ماں باپ انہیں کیسے جانے دیتے ہیں؟ میں اکثر یہی سوچا کرتا تھا۔ شاید ان کی زندگی میں کوئی ایسا موقع آیا ہو جس کی ہمیں تلاش تھی۔ شاید ان کے ماں باپ بچوں کے ساتھ زیادہ وقت گزارتے ہوں۔ شاید وہ اپنے بچوں کو سمجھتے ہوں؟ مجھے تو ڈیڈ کے ساتھ کھانا کھائے ہی دو دو ہفتے گزر جاتے ہیں، ہم نے کیا سمجھنا ہے ایک دوسرے کو؟ میرا دل ہنسنے کو کر رہا ہے۔ عجیب بات ہے نا؟ خیر جو بھی تھا۔ ہم نے رو دھو کر وہ وقت گزار لیا۔

اس دن ہم سب ہی عہد کر کے سوئے تھے کہ ہمیں خود کو اس قید نے نکالنا ہی ہے، چاہے ایک دن کے لیے ہی، پر ہم وہ دن اپنی مرضی سے گزارنا..... مجھے کہنا چاہیے 'جینا' چاہتے تھے۔ مگر پھر ہمارے ساتھ..... ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس نے ہم سب کی زندگی کسی حد تک بدل دی تھی۔''

.....

باب نمبر ۳

سورج نکلنے سے قبل آسمان پہ ہر سُو نیلی روشنی پھیلی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے نیلی روشنی کی جگہ سورج کی سنہری کرنوں نے لے لی تھی۔ لندن شہر کے باسی صبح جلدی اٹھنے کے عادی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ قوم بہت کامیاب ہے۔

لندن کی سڑکوں کے دائیں بائیں بنے گھروں میں سب ناشتہ کر رہے تھے۔ کچھ آفس جانے کے لیے تیار تھے اور کچھ سکول جانے کے لیے تیار تھے۔

سورج مکمل طور پہ نکلا تو سارے شہر میں گہما گہمی سی مچ گئی۔ سڑکوں پہ گاڑیاں چل رہی تھیں اور کچھ لوگ پیدل بھی اپنی منزل کی طرف جا رہے تھے۔ سارا شہر اٹھ چکا تھا اور اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گیا تھا۔

سکول کی بڑی سی عمارت میں بھی معمول کا رش تھا۔ سارے طالب علم اپنے اپنے بیگ کندھے پہ ڈالے سکول کی راہداریوں میں چل رہے تھے۔ اسی طرح کی ایک راہداری، جس کے ایک طرف کلاس رومز بنے تھے، میں وہ تینوں کھڑے تھے اور اپنے چوتھے ممبر کا انتظار کر رہے تھے۔

''وہ آ گئی آئیرس.....'' ٹینا نے دور سے آتی آئیرس کو دیکھا۔ روبن اور پیٹر نے بھی گردن موڑ کر دیکھا۔ سنہرے بالوں کو ٹیل پونی میں قید کیے، نیلی آنکھوں میں بے حد بے زاری لیے، بیگ کندھے پہ ڈالے وہ چلتی آ رہی تھی۔ تینوں نے ذرا فکرمندی سے اسے دیکھا۔ قریب آ کر آئیرس اداسی سے مسکرائی۔

''گڈ مارننگ، کیسے ہو تم سب؟'' آئیرس نے اجتماعی انداز میں کہا۔

سب نے حیرت سے اسے دیکھا۔

''ہم تو ٹھیک ہیں پر تم ٹھیک نہیں لگ رہی؟'' پیٹر اسے بغور دیکھ رہا تھا۔ آئیرس تو بہت زندہ دل لڑکی تھی، لیکن آج وہ مرجھائی ہوئی لگتی تھی۔

''بس یار۔ میں تو اب تھک گئی ہوں۔ تقریباً ساری رات نہیں سوئی۔'' وہ تھکی تھکی لگتی تھی۔

ٹینا دو قدم آگے آئی۔ ''کیوں پریشان ہوتی ہو آئیرس؟ جب کچھ نہیں بدلنا تو کیوں ٹینشن لیتی ہو؟'' ٹینا نے آئیرس کا ایک ہاتھ تھاما، جیسے اسے تسلی دے رہی ہو۔ ان سب کی حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی مگر پھر بھی وہ ایک دوسرے کو تسلی دیتے تھے۔ چاہے جھوٹی تسلی ہی سہی۔

''ہاں.....'' آئیرس نے گہری سانس خارج کی۔ ''کچھ بھی نہیں بدلنے والا پر..... ہمیں ایک کوشش کرنی چاہیے۔''

''کیسی کوشش؟'' روبن نے سوالیہ انداز میں کہا۔

سب نے اس کی طرف دیکھا۔ ''میرا مطلب کچھ تو کرنا چاہیے۔ میں کل رات یہی سوچتی رہی کہ میں کیسے اس قید سے نکلوں؟'' وہ بولی۔ اب اس کی نیلی آنکھوں میں اداسی کم تھی۔

''میں بھی کل رات یہی سوچتا رہا۔'' پیٹر اداسی سے مسکرایا۔

''تو تم لوگوں کو کوئی حل ملا؟'' روبن بہت متجسس لگتا تھا۔

''ہمیں.....'' آئیرس نے اتنا ہی کہا تھا کہ سکول کی گھنٹی بجی، مطلب کلاس کا ٹائم ہو چکا تھا۔ اس کے الفاظ منہ میں رہ گئے۔

''بعد میں بتاتی ہوں۔'' وہ کہہ کر آگے بڑھ گئی۔

ٹینا، روبن اور پیٹر بھی اس کے پیچھے چل پڑے۔

کچھ دیر بعد وہ سب کلاس روم میں اپنی اپنی کرسیاں سنبھالے بیٹھے تھے۔ ہمیشہ کی طرح آج بھی وہ چاروں ایک ساتھ بیٹھے تھے۔ میڈم بورڈ کے سامنے کھڑی تھیں۔ ٹیبل کے دراز میں رکھا پین اور رجسٹر نکالا اور اونچی آواز میں ایک ایک بچے کا نام پکارنے

لگیں۔جو بھی کلاس میں موجود ہوتا وہ ہاتھ بلند کر کے ''Present'' بولتا۔کتنی ہی دیر یہ آوازیں کلاس میں گونجتی رہیں۔

''او کے کلاس، اب ہم لیکچر سٹارٹ کرتے ہیں۔'' میڈم نے ایک مسکراہٹ بچوں کی طرف اچھالی۔جو بچے لائق تھے، بس انہوں نے ہی مسکراہٹ کا جواب مسکراہٹ سے دیا تھا ورنہ باقی بچوں کے لیے یہ مسکراہٹ تو وبالِ جان تھی۔

''خود ہی کریں بھائی، میں تو سونے لگی ہوں۔'' آئیرس بغیر دلچسپی کے بولی۔وہ تینوں مسکرا دیے۔

''آج ہم پڑھیں گے.....'' اپنی ہی دھن میں میڈم بول رہی تھیں۔ان تینوں کے علاوہ بھی کلاس کے کچھ بچوں کو اس سب میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

''عجیب حرکت ہے یار۔پہلے اتنا لمبا ٹاپک پڑھاتے ہیں۔پریکٹیکل بھی کرواتے ہیں اور آخر میں لکھ دیتے آرام سے 'یہ آئیڈل کیس ہے۔اصل زندگی میں ایسا ممکن ہی نہیں۔' یہ کیا بات ہوئی بھلا۔'' پیٹر سخت ناراض لگتا تھا۔

''قسم سے یار۔کم از کم وہ چیزیں پڑھائیں جو دنیا میں Exist کرتی ہیں۔آئیڈیل کیس کا کیا فائدہ؟'' ٹینا نے ناک سکوڑ کر میڈم کو دیکھا۔وہ دو جہانوں کی کہانیاں سناتی جا رہی تھی اور کہانیاں سن کر تو انسان کو نیند ہی آتی ہے۔

''Time to sleep'' روبن نے غلطی سے کھولی گئی کتاب بند کی۔تینوں نے حیرت سے اسے دیکھا۔

''میم!'' ان کے آگے والی قطار سے ایک بچہ اٹھ کھڑا ہوا۔''یہ سب (ان چاروں کی طرف اشارہ کیا) کب سے باتیں کر رہے ہیں۔مجھے آپ کی بات کی ٹھیک سے سمجھ نہیں آ رہی ایسے۔آپ پلیز انہیں چپ کروائیں۔'' ایک غصیلی نظر سے ان چاروں کو دیکھا۔

چاروں کو جیسے کوئی شاک لگا ہو اور ساتھ ہی انہیں اس کتابی کیڑے پہ بے حد غصہ بھی آیا تھا۔میڈم کی کہانی اب ذرا رک چکی تھی۔وہ ان چاروں کو دیکھ رہی تھیں۔ساری کلاس ہی انہیں دیکھ رہی تھی۔

''میں اسے کچا چبا جاؤں گا۔'' روبن نے انتہائی غصے سے اسے دیکھا۔آواز دھیمی ہی تھی۔

''روبن بیٹے، یہ آپ کا بیڈ روم نہیں ہے۔'' میڈم نے ذرا غصے سے کہا۔روبن کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کہے؟

''میم ہم بس کل کی اسائنمنٹ ڈسکس کر رہے تھے۔'' اپنی نشست سے اٹھا اور بہانہ گھڑا۔

''نو میم..... یہ جھوٹ بول رہا ہے۔روبن کہہ رہا تھا کہ اب سونے کا وقت ہے۔'' لڑکا شدید تلخ لگتا تھا۔روبن نے ضبط سے آنکھیں بند کیں۔

''روبن، اگر آپ کو نیند آ رہی ہے تو آپ گھر جا کر سو سکتے ہیں۔میں پرنسپل سے کہہ کر آپ کو چھٹی دلوا دیتی ہوں۔'' میڈم کا انداز سمجھ نہیں آتا تھا۔کیا وہ واقعی ایسا کریں گی یا سب طنز تھا؟

''روبن سوری کر لو۔'' ٹینا نے اسے کی تانگ پہ ہلکی سے چپت لگائی۔

''سوری میم.....'' چبا چبا کر بولا اور ایک بار پھر کھا جانے والی نگاہ سے شکایتی چوہے کو دیکھا۔

''اٹس ناٹ او کے روبن۔اب کل آپ ہمیں اگلا ٹاپک سمجھائیں گے۔'' میڈم کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔

روبن کے پاس اگر بندوق ہوتی تو وہ اس کو قتل کر چکا ہوتا۔ ''او کے میم.....''

''ویری گڈ.....اور آپ کے باقی تین دوست۔'' ایک نظر سب کو دیکھا۔ ''آپ بھی کھڑے ہو جائیں ذرا۔'' انگلی سے انہیں کھڑے ہونے کا اشارہ کیا۔

ایک غصیلی نگاہ سامنے لڑکے پہ ڈال پہ اپنی جگہوں پہ کھڑے ہو گئے۔ کلاس کے ہر ایک بچے کی نظریں ان کی طرف تھیں، کلاس کا سب سے مشہور اور بدنام گروپ TRIP.....آج اپنی سزا سننے کے لیے کلاس کی عدالت میں کھڑا تھا۔

''یس میم؟'' ٹینا نے کہا۔ انداز میں معافی کا عنصر بھی تھا۔

''تم سب لوگ..... پوری کلاس کا ہوم ورک کرو گے۔ تین لوگ اور تین سبجیکٹس کا ہوم ورک۔ ٹھیک ہے؟'' میڈم کی شیریں زبان سے اتنی کڑوی بات سننا.....اف۔

''ہم سب اب چوہے کو نہیں چھوڑیں گے۔'' سب نے دل ہی دل میں عہد کیا۔

''میم پلیز.....ہم سوری کرتے ہیں۔ پھر سے ایسا نہیں ہوگا۔'' پیٹر نے فوراً کہا۔

''No excuses'' ہاتھ اٹھا کر ان کو کچھ بھی کہنے سے روکا۔

وہ سب نیچے بیٹھ گئے۔ میڈم نے ٹیبل پہ دستک دی تو ساری کلاس کی توجہ اب میڈم کی طرف ہو گئی۔ میڈم اپنی میٹھی مگر تلخ مسکراہٹ سے سب بچوں کو دیکھ رہی تھیں۔

اپنی کہانی مکمل کرنے کے لیے میڈم نے پھر سے بولنا شروع کر دیا۔

ٹینا نے مارکر سے رجسٹر پہ کچھ لکھا اور اسے ساتھ بیٹھی آئیرس کو دیا۔ آئیرس نے سطر پڑھی۔

''اب کیا کریں گے ہم؟'' ٹینا نے لکھا تھا۔ پیٹر نے بھی رجسٹر دیکھا اور اس نے روبن کو بھی دکھایا۔

روبن نے پین پکڑا اور رجسٹر پہ لکھنے لگا۔ ''ہم اس چوہے کو نہیں چھوڑیں گے۔'' روبن کے ان الفاظ میں جو سختی اور غصہ تھا، وہ بغیر بتائے ہی سمجھ آتا تھا۔

پیٹر نے اس کے ہاتھ سے رجسٹر لیا۔ یہ بات کرنے کا آخری طریقہ تھا۔ ''وہ تو تم فکر نہ کرو۔ بس چھٹی ہونے دو۔ میں اسے مزہ چکھاتا ہوں۔'' پیٹر بھی غصے میں لگتا تھا۔ ٹینا اور آئیرس بار بار غصے سے سامنے بیٹھے چوہے کو دیکھ رہی تھیں۔

''بڑا آیا، کتابی کیڑا.....ایسے کیڑوں پہ تو میں پاؤں رکھ کہ چلی جاتی ہوں۔ سیلف ڈیفینس کا موقع بھی نہیں دیتی۔'' رجسٹر پکڑ کر ٹینا نے تیز تیز لکھا۔

''کلاس کے بعد میڈم سے سوری کر لیتے ہیں۔ میں اتنا ہوم ورک نہیں کر سکتا۔'' روبن نے لکھا۔ سب کو یہ تجویز اچھی لگی تھی۔ سب نے اثبات میں سر ہلایا۔

بڑی سی کلاس میں میڈم بورڈ کے سامنے کھڑی تھیں۔ ان چار کے علاوہ سب میڈم کو سن رہے تھے اور وہ اپنے مسئلے حل کرنے کی

پلیننگ کر رہے تھے۔

.....

کلاس ختم ہوئی تو میڈم اپنا بیگ ہاتھ میں تھامے کلاس سے باہر جانے لگیں جب روبن نے پیچھے سے پکارا۔

''میم.....'' میڈم نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔ روبن کے ساتھ وہ تینوں بھی تھے۔ باقی بچے ان پہ ایک نگاہ ڈالتے کلاس روم سے باہر جا رہے تھے۔

''جی؟'' وہ عجلت میں لگتی تھیں۔

''میم وہ.....ہمیں سوری کرنی ہے آپ سے۔'' روبن کا انداز بتاتا تھا کہ وہ واقعی شرمندہ ہے۔ وہ تینوں بھی سر جھکائے کھڑے تھے۔

میڈم نے گہری سانس خارج کی۔ ''اٹس اوکے، آئیندہ ایسا نہ ہو۔''

''Never'' روبن فوراً بولا۔ ''میم، یہ تینوں بھی سوری کہنا چاہتے ہیں۔'' روبن نے ہاتھ سے ان کی طرف اشارہ کیا۔ میڈم نے کلائی پہ پہنی گھڑی دیکھی۔

''سوری میم.....'' تینوں نے ایک ساتھ کہا۔ میڈم ہلکا سا مسکرائی۔

''اوکے۔'' اتنا کہہ کر وہ آگے جانے لگیں۔

روبن نے پھر سے میڈم کو پکارا۔ ''میم.....وہ ہوم ورک.....''

''نہ کرو۔'' بغیر مڑے میڈم نے کہا اور کلاس روم کے دروازے کے پار غائب ہو گئیں۔

سب نے خوشی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ ''Hurrah'' وہ ہم آواز بولے۔

''چلو اب اس چوہے کی خبر لیتے ہیں۔'' پیٹر نے آستینیں اوپر کی طرف موڑیں جیسے وہ لڑائی کے لیے تیار تھا۔

سب کے ماتھے پہ بل پڑے۔ ''ہاں چلو.....'' ٹینا نے کہا اور وہ کلاس کا مشہور و بدنام گروپ باہر چلا گیا۔

TRIP چار دوستوں کا ایک گروپ.....کلاس کی باقی عوام کی ان کے ساتھ زیادہ نہیں بنتی تھی۔ وہ چاروں بھی کسی سے زیادہ بات چیت نہیں کرتے تھے۔ وہ ایک دوسرے کے لیے کافی تھے۔ ایک دوسرے لے لیے بہت تھے۔ انہیں کسی پانچویں کی ضرورت نہیں تھی، پر .....شاید اب انہیں کسی کی ضرورت تھی۔

دوسری کلاس گھنٹے بعد شروع ہونی تھی۔ وہ آرام سے اس شکایتی چوہے سیحساب کتاب کر سکتے تھے۔

.....

سکول کیکیفیمیں معمول کا رش تھا۔ ہمیشہ کی طرح آج بھی ان کو جگہ نہیں ملی تھی۔ وہ کیفے کے داخلی دروازے پہ کھڑے تھے۔ بہت سے لوگ آ جا رہے تھے۔ وہ چاروں متلاشی نظروں سے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔ وہ شاید کسی کو ڈھونڈ رہے تھے۔ اتنے رش میں وہ کیسے ملتا؟

بلآخر ہاتھ میں ٹرے پکڑے چلتا وہ انہیں نظر آ ہی گیا۔

''Okay guys, be ready.'' روبن نے ایک نظر سب کو دیکھا۔

سب نے اثبات میں سر ہلایا اور کیفے کے ہال میں چلے گئے۔ کیفے میں بہت شور تھا۔ ہنسی مذاق کی آوازیں ان کے کانوں میں آ رہی تھیں۔ کوئی ہاتھ پہ ہاتھ مار کے ہنس رہا تھا۔ کوئی گانا گا رہا تھا۔ ہر کوئی اپنے مطابق جی رہا تھا پر یہ چار..... یہ لوگ تو کٹھ پتلی کی مانند تھے۔

شکایتی چوہا سامنے سے اپنی دھن میں چلتا نظر آ رہا تھا۔ پیٹر نے چہرے پہ ماسک لگا لیا اور گنگناتے ہوئے چل رہا تھا۔ دفعتاً ٹرے پکڑے لڑکے سے پیٹر کی ٹکر ہوئی۔ پیٹر نے ظاہر یہی کیا تھا کہ یہ محظ ایک اتفاق تھا پر یہ اتفاق نہیں تھا۔ ٹرے میں رکھا سافٹ ڈرنک کا گلاس سیدھا شکایتی چوہے کے منہ پہ جا گرا، برگر بھی اڑ کر اس کے منہ پہ لگا تھا۔ اس کی شرٹ پہ کالا پانی گر گیا تھا۔ شرٹ گندی ہو گئی تھی۔ برگر کے اندر لگی کیچپ اس کے منہ پہ لگ گئی تھی۔ ٹرے اس کے منہ سے ٹکرا کر نیچے زمین پہ گر گیا۔ پیٹر نے ٹکراتے ساتھ ہی ٹرے کو اوپر کی طرف اٹھایا تھا، تاکہ وہ سیدھا اس کے منہ پہ جا لگے یا ویسا ہی ہوا۔ کیفے میں موجود سب نے ان کی طرف دیکھا۔ پیٹر لمحے بھر کو رکا اور 'سوری' کہتا آگے بڑھ گیا۔ شکایتی چوہا ہکا بکا سا وہیں کھڑا رہا۔ پاس میں بیٹھی ایک لڑکی اسے دیکھ کے ہنسنے لگی۔ شکایتی چوہے کو کچھ سمجھ نہ آیا اور اگلے ہی پل اس نے رونا شروع کر دیا۔ سب نے عجیب سے انداز میں اسے دیکھا۔ پتا نہیں اسے اپنی بیعزتی پہ رونا آیا تھا یا برگر ضائع ہونے پہ.....؟

وہ آنکھیں ملتا کیفے سے باہر جانے لگا جب اسے روبن اور اس کے ساتھ کھڑی ٹینا اور آئیرس نظر آئیں۔ وہ گیلی آنکھیں لیے وہیں کھڑا ہو گیا۔

''تم لوگوں نے اچھا نہیں کیا۔'' وہ رندھے لہجے میں بولا۔

روبن نے اسے سر سے پیر تک دیکھا۔ ''اور جو تم نے کیا تھا وہ اچھا تھا؟''

''میں تم لوگوں کی شکایت کروں گا۔'' وہ غصے سے بولا۔

روبن استہزایہ ہنسی ہنسا۔ ''اسی لیے تو ہم تمہیں شکایتی چوہا کہتے ہیں۔'' ٹینا اور آئیرس بھی ہنس دی۔ کیچپ نے اس کا گال لال کر دیا تھا۔

''ویسے بھی، تمہارے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے مسٹر شکایتی چوہے۔'' آئیرس نے چبا چبا کر کہا۔

''سب نے دیکھا ہے وہ پیٹر تھا۔'' وہ تنک کر بولا۔ کیفے کے باقی لوگ واپس اپنی باتوں میں مصروف ہو چکے تھے۔

''کیا واقعی؟ مگر کیمرے میں بھی اس کا چہرہ نہیں آیا۔'' روبن ہنس دیا۔ ''اس نے چہرے پہ ماسک پہن رکھا ہے اور دوسری بات یہ کہ وہ سر نیچے کر کے چل رہا تھا۔ اب زمین پہ تو کیمرہ لگنے سے رہا۔'' ٹینا اور آئیرس بھی ہنس دیں۔

وہ لاجواب سا ہو گیا تھا۔

''میں پھر بھی کروں گا۔'' انگلی اٹھا کر کہا اور آگے چل پڑا۔

''شوق سے کرنا پر..... میری بات تو سن لو ایک۔'' روبن نے اونچی آواز میں کہا تو اس کے قدم وہیں رک گئے۔ اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔ وہ تینوں اسی طرح کھڑے تھے پر اس بات ان کا انداز مختلف لگتا تھا۔

''بولو؟'' ناچاہتے ہوئے بھی وہ بول اٹھا۔روبن نے انگلی سے اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔وہ واپس اپنی جگہ پہ آ کھڑا ہوا۔آنکھوں سے آنسو آنا اب بند ہو چکے تھے۔

''یہ دیکھو ہمارے پاس کچھ ہے۔'' ٹینا نے مسکراتے ہوئے اپنا موبائل سامنے کیا۔وہاں کچھ دیر پہلے کا منظر بہت اچھی کوالٹی میں محفوظ کیا گیا تھا۔

''اگر تم کہیں گئے تو یہ ویڈیو سیدھا یوٹیوب پہ جائے گی مائے فرینڈ۔'' روبن نے جتانے والے انداز میں کہا۔شکایتی چوہے کو اب رونا چاہیے تھا۔

''بہت غلط حرکت ہے یہ روبن۔تم لوگوں کو شرم آنی چاہیے۔'' شاید وہ رونے کی لگا تھا۔پھر سے.....

''شرم.....شرم ہمیں کیوں آئے؟ ہم نے تو کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔'' روبن نے کندھے اچکائے۔ٹینا اور آئیرس کا قہقہہ ہوا میں گم ہوا۔آس پاس کے لوگ ہنوز کیفے آ جا رہے تھے۔وہ تینوں ایک چوہے کے ساتھ دروازے سے ذرا سائڈ پر ہی کھڑے تھے۔

''میں.....'' اس نے مٹھی بند کی اور روبن کی طرف بڑھائی مگر وہ رک گیا۔

''تم کچھ نہیں کر سکتے little Mouse'' روبن نے مسکراتے ہوئے کہا۔''ہم چار.....اس پورے سکول میں تم جیسے بہت سے چوہے دیکھے ہیں۔ہم تم جیسوں سے ہار نہیں مانتے۔دوبارہ ہم سے پنگا لینے سے پہلے ایک سو ایک بار سوچنا۔''

''بالکل۔'' دانتوں کی نمائش کراتی آئیرس نے کہا۔

شکایتی چوہا کچھ بھی کہے بغیر وہاں سے چلا گیا۔تینوں نے ہنستے ہوئے اسے دیکھا۔

''جو بھی TRIP سے ٹکرائے گا وہ پاش پاش ہو جائے گا۔'' روبن نے کہا اور وہ دونوں ہنس دیئے۔

ٹرے پکڑے پیٹر کیفے سے باہر نکلا اور ان کی طرف آیا۔''ہاں تو پھر کر لیا چوہے کا کام تمام؟''

''آفکارس۔'' ٹینا نے کہا۔''تمہیں اتنی دیر کہاں لگ گئی؟''

''بعد میں بتاؤں گا۔'' اس نے کہا۔پھر وہ دونوں جلدی جلدی سے اپنا کھانا کھانے لگے۔کلاس شروع ہونے میں تھوڑا ہی وقت رہتا تھا۔یہ کلاس ان کے لیے ایک امید لے کر آئی تھی مگر انہیں کیا پتا تھا وہ ایک بہت بڑی مصیبت میں پھنسنے لگے ہیں۔

•••••

سکول میں گھنٹی کی آواز گونجی تو سب اپنی اپنی کلاسوں کی طرف جانے لگے۔راہداریوں میں ایک دم سے گہما گہمی مچ گئی۔چند منٹ کا ایک رش ایک دم سے ہی ختم ہو گیا۔سب اپنی اپنی متعلقہ کلاسوں میں پہنچ چکے تھے۔اب راہداریوں میں بز گنے چنے لوگ تھے۔

کلاس روم میں وہی ماحول تھا۔تمام سٹوڈنٹس اپنی اپنی کرسیوں پہ نشست سنبھالے بیٹھے تھے۔ٹیچر بورڈ پہ کچھ لکھ رہا تھا۔سارے بچے اپنے اپنے مطلب کی باتیں کاپی پہ لکھ رہے تھے۔گروپ TRIP بھی۔آخر انہیں بھی تو پڑھنا تھا۔

''کلاس.....ابھی پرنسپل آئیں گی اور آپ سب سے بات کریں گی۔ان کے پاس آپ سب کے لیے ایک سرپرائز ہے'' سرخوشی

سے بتا رہے تھے۔ وہ پر جوش لگتے تھے۔

''اب کیا نیا ڈرامہ کرنے لگے ہیں یہ لوگ؟'' ٹینا نے تلخی سے سر جھٹکا۔

''ایگزامز کا ہی کہنا ہوگا اور کیا.....؟'' پیٹر نے گہری سانس لی۔

''ہاں، اور ان سے کیا امید کریں۔ عجیب دماغ ہے ان کا یار۔ ہر وقت بس یہی سوچتے رہتے ہیں کہ بچوں کو مزید کیسے ٹارچر کریں۔'' روبن بھی ناراض لگتا تھا۔

''چلو دیکھتے ہیں کیا کرنے آئیں گی مس لاؤڈ سپیکر.....'' آئیرس نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ تینوں بھی ہنس دیے۔

''ہیلو.....'' سر کی نظر ان پہ پڑی تو ہاتھ کے اشارے سے ہیلو کہا۔ چاروں نے ناسمجھی سے دیکھا اور ناسمجھی سے ہی مسکرا دیے۔

''یہ سر کی آنکھیں ان کی زبان کی طرح تیز ہیں۔'' پیٹر نے پوری کوشش کی کہ ہونٹ ہلائے بغیر بات کرے اور وہ کسی حد تک کامیاب بھی ہو چکا تھا۔

''آپ لوگ کیوں ہنس رہے ہیں؟'' سر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ طنزیہ مسکراہٹ.....

''کچھ بھی نہیں سر.....'' روبن نے ہوا میں ہاتھ لہرایا۔

''نہیں، بتا دیں۔ اگر کوئی لطیفہ سنایا ہے آپ نے ایک دوسرے کو تو ہم بھی ہنس لیتے ہیں۔'' وہی استادوں کی دو معنی مسکراہٹیں.....

''نو سر۔'' روبن نے نفی میں سر ہلایا۔ کلاس کا دھیان ایک بار پھر ان کی طرف ہو گیا تھا۔

''ہم سننا چاہتے ہیں۔ کیوں کلاس؟'' سر نے کہا اور کلاس کی طرف دیکھا۔ ساری کلاس نے بآوازِ بلند 'یس' کہا۔ ان چاروں نے افسوس سے کلاس کو دیکھا۔

''سر وہ.....'' روبن نے بتانا شروع کیا۔ ''وہ پیپر پہ اوپر ڈیٹ (تاریخ) لکھنی ہوتی ہے ناں، پیٹر وہاں ڈیٹ کی جگہ 'میں سنگل ہوں' لکھ آیا تھا۔ روبن نے انتہائی لیم جوک سنایا تھا مگر سر سمیت ساری کلاس پھر بھی ہنس دی۔

''عجیب لوگ ہیں۔ اتنے لیم جوک پہ ہنس رہے ہیں۔'' اب چاروں نے سوچا اور ایک دوسرے کو دیکھا۔

''ہمارا level ذرا ہائی ہے۔ ایسے چھوٹے موٹے لطیفوں پہ نہیں ہنستے ہم۔'' روبن نے کہا اور اب وہ ہنسے تھے۔ اس کلاس کا لیول دیکھ کر۔

''اچھا تھا، لیکن کلاس کا ٹائم ہے تو اب کوئی حرکت نہ ہو۔'' سر اب ایک دم سنجیدہ ہو گئے تھے۔ چاروں نے گردن ہلائی۔ ٹینا نے رجسٹر پہ کچھ لکھنا شروع کر دیا۔ سر کی کہانی نہیں.....اپنے گروپ کے لیے پیغام لکھنے شروع کر دیے۔

''یہ ہر کلاس میں ہمارے ساتھ یہ ضرور ہونا ہوتا ہے کیا؟'' اس نے لکھ کر آگے کیا۔ چہرے پہ ناگواری در آئی تھی۔

''جو بدنام ہو وہی برا ہوتا ہے۔'' آئیرس نے دکھی دل سے لکھا۔ پر اسے پرواہ نہیں تھی۔

دفعتاً کلاس کا دروازہ ہلکی سی دستک کے ساتھ کھلا۔ سب نے مڑ کر اس طرف دیکھا۔ بورڈ پہ سر کا چلتا ہاتھ اب رک چکا تھا۔

ایک بڑی عمر کی عورت، بالوں کو خوبصورتی سے جوڑے میں قید کیے، گھٹنے تک آتا فراک پہنے، ہلکا میک اپ کیے کسی شان کے ساتھ چلتی کمرے میں داخل ہوئی۔ شخصیت بارعب تھی۔ سب کسی رعب کے سایے میں انہیں دیکھ رہے تھے۔ وہ چلتی چلتی کلاس کے وسط میں کھڑی ہوگئیں۔ ساری کلاس انہیں بغیر دقت کے دیکھ سکتی تھی۔

''گڈ مارننگ کلاس۔'' مسکراتے ہوئے وہ باوازِ بلند بولیں۔ آئیرس نے ٹھیک ہی کہا تھا۔ لاؤڈ سپیکر.....

ساری کلاس نے ہم آواز ''گڈ مارننگ'' کہا۔ پرنسپل نے ایک میٹھی مسکراہٹ کلاس کی طرف اچھالی۔ سران کی دائیں طرف کھڑے تھے۔

''آپ سب کے لیے میرے پاس ایک اچھی خبر ہے۔'' وہ پرجوش لگتی تھیں۔

''اب بتا بھی دیں۔ فضول کے ڈرامے کرنے کی کیا ضرورت ہے؟'' آئیرس ناگواری سے دھیمی آواز میں بولی۔ سب نے صبر کا گھونٹ پیا۔

''اچھی خبر یہ کہ اس سال ہماری ٹرپ یورپ جارہی ہے۔ آپ میں سے اگر کوئی جانا چاہتا ہے تو اپنے پیرنٹس کو سکول لے کر آئیں۔ اس سال بہت مزا آنے والا ہے۔''

''یہ اچھی خبر ہے بہن؟ یار..... مجھے کوئی یہاں سے لے جاؤ۔ یہ کیوں اسے اچھی خبر کہہ رہی ہیں؟'' ٹینا دکھ سے بولی۔

''آپ کے پاس ایک مہینہ ہے۔ ہم اگلے مہینے جائیں گے۔ ہمارے پاس پچاس بچوں کی بکنگ ہو بھی گئی ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ سب بھی ہمارے ساتھ چلیں گے۔'' مسکرا کر بتاتی پرنسپل خبر سنا کر کمرے سے باہر چلی گئیں۔ بچے آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے۔ سر چپ چاپ وہیں کھڑے بچوں کو دیکھ رہے تھے۔

''کلاس کے بعد کیفے چلیں گے۔'' پیٹر نے کہا اور سب نے ہر ہلایا۔

سر نے بورڈ پہ دستک دی۔ سب چپ کر گئے تو سر نے اپنی ادھوری کہانی مکمل کی۔

•••••

آج کی ساری کلاسیں لے کر وہ لوگ ایک گاڑی میں بیٹھے تھے۔ وہ شاید مارکٹ جارہے تھے۔ اپنے اپینڈ رائیوروں سے تقریباً منت ہی کی تھی۔ وہ مان گئے۔ وہ سب آئیرس کی گاڑی میں بیٹھے تھے۔

ایک دم ڈرائیور نے بریک لگائی۔ وہ سب ذرا آگے ہوئے۔

''کیا ہوا؟'' آئیرس نے پوچھا اور ایک دم سے گاڑی کے پچھلے دونوں دروازے کھلے۔ دو لوگوں نے ان کو بازوؤں سے پکڑ کر باہر نکالا اور اپنی گاڑی میں بٹھا دیا۔ وہ سب مذاحمت بھی نہ کر سکے۔ ان کے پاس بندوق تھی۔ ڈرائیور کے سر پہ بندوق رکھ کے اسے چپ کروا دیا تھا۔ وہ کچھ بھی نہ کر سکے تھے۔

چاروں بچے اغواہ ہو چکے تھے۔ اتنی صفائی سے.....

.....

''اس دن ہم اغواہ ہو گئے۔ میں نے آپ کو بتایا تھا ناں کہ ہمارے ساتھ ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس نے ہماری زندگی کچھ حد تک بدل دی تھی۔ وہ یہی واقعہ تھا۔ ہم مارکٹ تک ہی جا رہے تھے۔ ان لوگوں نے ہمیں اغواہ کر لیا۔ ویسے.....اچھا ہی کیا۔ کم از کم ہمارے پیرنٹس کو ہماری تھوڑی قدر تو ہوتی۔

اس دوران ہم سب جیسے ٹوٹ ہی گئے تھے۔ ہمیں اپنے نرم بستروں کی یاد آ رہی تھی۔ اف.....اس دن میرا ڈرامہ بھی تو ریلیز ہونا تھا نیٹ فلکس پہ..... مجھے افسوس ہے۔ خیر، میں ویسے اب بھی ڈرامے دیکھتا ہوں۔ اچھا ٹائم گزر جاتا ہے لیکن صرف تب، جب میں فارغ ہوتا ہوں۔ میں اپنی فیملی کو پورا ٹائم دیتا ہوں۔ بلکہ میرے تینوں دوست بھی دیتے ہیں۔ ہم سب نے وہ غلطیاں نہیں کیں جو ہمارے ماں باپ نے کی تھیں۔ میری بیوی مجھ سے خوش ہے۔ میں اس سے خوش ہوں۔ ہم ایک
اچھی زندگی گزار رہے ہیں۔ آئیرس، پیٹر اور ٹینا بھی اب پرسکون ہیں۔ ہمارے مام ڈیڈ اب بوڑھے ہو چکے ہیں۔ انہیں شاید اب آ کر اپنی غلطیوں پر پچھتاوا بھی ہے لیکن اب.....سچ میں، ہمیں فرق نہیں پڑتا۔ اب تو ہم بہت آگے آ چکے ہیں۔ اب پچھتائے کیا ہوت، جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ میں انہیں یہی مثال دیتا ہوں۔ میں..... بلکہ ہم چاروں انہیں کوئی طعنہ نہیں دیتے۔ وہ سب خود ہی سمجھ چکے ہیں کہ وہ غلط تھے۔ وہ کہتے ہیں ناں، وقت سے بڑا استاد کوئی نہیں ہوتا۔ انہیں بھی وقت نے اچھی طرح سمجھایا تھا۔ ہمارے لیے اتنا ہی بہت ہے کہ وہ سمجھ چکے ہیں۔ اب ہم تو اپنی اپنی زندگیوں میں مصروف ہیں۔ ان کی غلطیوں پہ سوچنے کا ہمارے پاس بالکل وقت نہیں ہے۔ ہم ان کے پاس بیٹھتے ہیں۔ ان کے ساتھ کھانا بھی کھاتے ہیں اور باتیں بھی کرتے ہیں لیکن.....میرے خیال میں وہ جو ایک فاصلہ آ گیا ہے ناں، وہ کبھی نہیں گیا۔ وہ اب بھی ہے۔ رشتوں میں ذرا سا فاصلہ آ جائے تو اعتبار کی جگہ نہیں بچتی۔

اس واقعے نے ذرا زندگی بدل تو دی تھی پر وہ فاصلہ.....کبھی بھی نہیں گیا۔

TRIP کی زندگی ایسے ہی گزر رہی ہے۔ شکر ہے کہ ہمارے بچے ہم سے خوش ہیں۔ اب آپ یہ مت کہنا کہ میں خود سے ہی کہہ رہا ہوں۔ نہیں، نہیں۔ وہ واقعی خوش ہیں۔ ان کی آنکھوں میں وہ چمک ہے جو ہماری آنکھوں میں نہیں تھی۔ ہم سب اچھے سے جانتے ہیں۔

.....

باب نمبر۴

وہ لوگ ایک پوٹل کے بڑے سے کمرے میں کرسیوں پہ بیٹھے تھے۔کمرہ عالیشان تھا۔ہاتھ رسیوں سے باندھے تھے۔چہرے پہ خوف تھا۔وہ چاروں گنگ چہروں کے ساتھ اپنے سامنے چلتید رمیانی عمر کے آدمی کو گھور رہے تھے۔آدمی ان سے نظریں ملائے بغیر ادھر ادھر چکر لگا رہا تھا۔

پانچ چھ چکر لگا کر وہ ان کے سامنے کرسی رکھ کر بیٹھ گیا۔

''تو بتاؤ.....تم لوگوں کے گھر کا نمبر کیا ہے؟'' ٹانگ پہ ٹانگ جمائے اس آدمی نے پوچھا۔لہجہ نارمل تھا۔کوئی غصہ،حقارت جو عام طور پہ اغواہ کار کے چہروں سے ٹپک رہی ہوتی ہے،اس کے چہرے پہ نہیں تھی۔وہ پرسکون لگتا۔

''دیکھو بچوں،میرا کوئی ارادہ نہیں ہے تمہیں کوئی نقصان پہنچانے کا۔بس جیسے ہی مجھے میرے پیسے ملیں گے میں تم لوگوں کو جانے دوں گا۔تم لوگوں کو میری مدد کرنی ہوگی،بلکہ اپنی مدد بھی.....''مسکراتے ہوئے اس نے کہا۔

سب بنا کچھ بولے اسے سنتے گئے۔

''میں تمہیں ٹارچر بھی نہیں کروں گا۔بے فکر رہو'' ذرا آگے کو جھکا۔''تم لوگ اب جلدی سے مجھے اپنے گھر کا نمبر دو۔میں انہیں کال کروں اور مجھے پیسے ملیں۔تم چاروں کو اپنے گھر والوں سے خود ہی بات کرنی ہوگی۔تاکہ وہ جلدی سے پیسے دی دیں۔اب نمبر بتاؤ جلدی.....''اس نے کہا۔

سب سے پہلے آئیرس نے بھیگی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے گھر کا نمبر بتایا۔

''ویری گڈ بچی.....''اس نے جیسے آئیرس کو سراہا۔''یہ لو بات کرو۔''

اس نے کال ملا کر فون آئیرس کی طرف بڑھایا۔آئیرس نے اپنے بندھے ہاتھوں کی طرف اشارہ کیا تو آدمی نے گہری سانس لی۔وہ اٹھا اور فون آئیرس کے کان سے لگایا۔

بلآخر فون اٹھا لیا گیا۔''ہیلو.....ڈیڈ.....میں آئیرس بول رہی ہوں۔'' وہ رو دینے کو تھی۔

''آئیرس.....''مسٹر ہومز فکرمندی سے بولے۔''تم ٹھیک ہو؟''

''ڈیڈ میں کیسے ٹھیک ہوسکتی ہوں؟ آپ جلدی سے اس آدمی کو پیسے دیں۔پھر ہم گھر آسکیں گے۔'' وہ رونے لگ گئی۔آدمی اس کیکان سے فون لگائے کھڑا تھا۔باقی تینوں چپ چاپ آئیرس کو بات کرتا دیکھ رہے تھے۔

''میری بچی تم فکر نہ کرو۔میں اسے پیسے دوں گا۔کتنے پیسے مانگ رہا ہے وہ؟'' وہ بولے۔

''ہم سب کے پچاس لاکھ پاؤنڈز.....'' اغواہ کار پہ ایک اچٹتی نگاہ ڈالے آئیرس نے بتایا۔

''کہاں لانے ہیں؟'' انہوں نے پوچھا۔

''میری بات سنیں ڈیڈ..... پولیس کو بتانے کی بالکل کوشش مت کرنا ورنہ یہ ہمارے ہاتھ کاٹ دے گا۔اس کے پاس بڑی والی چھری بھی ہے۔وہ کہہ رہا ہے کہ معاملہ آسانی سے حل ہو جائے۔پولیس کو بتایا اگر تو ہمارا نقصان ہے۔'' آئیرس ابھی تک رو رہی تھی۔

''تم فکر نہ کرو آئیرس..... میں کسی کو نہیں بتاؤں گا۔'' انہوں نے آئیرس کو تسلی دی۔

''ٹھیک ہے ڈیڈ۔میں آپ کو دوبارہ فون کروں گی اور جگہ بتاؤں گی۔ابھی وہ سوچ رہا ہے۔آپ ٹینا، روبن اور پیٹر کے پیرنٹس کو بھی بتا دیں پلیز.....'' آئیرس نے روتے ہوئے کہا۔

''ہاں میں بتا دیتا ہوں۔تم فکر نہ کرو۔ہم جلد ہی پیسے تیار رکھتے ہیں۔تم اس سے پوچھ کے ہمیں جگہ بتا دو۔'' وہ پریشان تھے۔ان کے لہجے سے صاف ظاہر تھا۔آخر کو وہ باپ تھے، چاہے جو بھی تھا۔

''او کے ڈیڈ..... پر پلیز پولیس کو مت بتائیے گا ورنہ ہمارا ایک ایک ہاتھ.....'' آئیرس نے کہا اور اغواہ کار نے فون بند کر دیا۔وہ رو رہی تھی۔آدمی واپس اپنی کرسی پہ آ کر بیٹھ گیا۔

''پرفیکٹ لڑکی.....اب تم چپ کر جاؤ پلیز۔میں کچھ نہیں کروں گا۔آپس میں باتیں کرو۔میں تم لوگوں کے لیے پیزا لے کر آتا ہوں۔ریلیکس کرو۔'' مسکراتے ہوئے وہ کرسی سے اٹھا پھر ان کے ہاتھ کھول دیے۔

''کوئی چالاکی نہیں.....'' اس بار انداز قدرے سخت تھا۔''میں باہر سے لاک کر کے جاؤں گا۔اگر تم لوگوں نے کوئی ڈرامہ کیا تو اس کے زمہ دار تم لوگ خود ہو گے۔میں ایک اچھا کڈنیپر (اغواہ کار) ہوں۔'' وہ مسکرایا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔وہ کمرے کے اندر اب آزاد تھے۔وہ کسی بھی نقصان سے بچنا چاہتے تھے۔انہوں سے کڈنیپر کا پورا پورا ساتھ دیا۔وہ خاموش رہے اور آپس میں باتیں کرنے لگے۔کیا وہ کوئی منصوبہ بنا رہے تھے؟

.....

ان سب سے بہت دور ان چاروں کے پیرنٹس مسٹر ہومز کے گھر کے لاؤنج میں جمع تھے۔پریشانی سے ادھر ادھر چکر لگا رہے تھے۔آج کوئی آفس، شاپنگ یا پارٹی پہ نہیں گیا تھا۔اس کا مطلب ان کے لیے اپنی اولاد کی اتنی اہمیت تو تھی۔

پہلو میں ہاتھ رکھے، گھٹنوں تک آتا فراک اور اس کے نیچے گہرے نیلے رنگ کی پینٹ پہنے مسز فرنینڈس پروشانی سے ادھر ادھر چکر لگا رہی تھیں۔

''میں نے روبن کو کبھی باہر نہیں جانے دیا۔نجانے وہ اس کے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہوں گے؟ سلوک.....سلوک تو میں نے ابھی اچھا نہیں کیا اپنے بچے کے ساتھ۔ہمیشہ اس پہ پابندیاں لگائیں۔اسے باہر نہیں جانے دیا۔دوستوں کو سکول کے علاوہ کبھی گھر نہیں آنے دیا۔میں.....میں کتنی بری ماں ہوں۔بلکہ ہم دونوں ہی برے پیرنٹس ہیں۔ہم نے کبھی اولاد کو ٹائم نہیں دیا۔صوفیہ ہم سے دور

ہے۔ مجھے یقین ہے وہ وہاں زیادہ خوش رہ رہی ہوگی۔ ہم دونوں نے ہمیشہ آفس کو زیادہ وقت دیا۔ ہم بھول گئے تھے کہ ہمارے دو بچے بھی ہیں، جنہیں ہماری ضرورت ہے۔ اوہ..... میرے بچوں۔ آئی ایم سوری۔'' وہ صوفے پہ گر سی گئیں۔ ان کے شوہر نے پاس آ کر ان کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔ وہ اداسی اور پچھتاسے سے رونے لگ گئیں۔

''میں نے بھی ہمیشہ ٹینا کو دوسروں کے سامنے خود کو خوبصورت ظاہر کرنے کا کہا۔ وہ مجھے کہتی تھی، کردار خوبصورت ہونا چاہیے، رنگت میں کوئی خوبصورتی نہیں ہوتی۔ میں نے ہمیشہ اسے چپ کروا دینا۔ وہ بھی آگے سے چپ کر جاتی تھی۔ آج مجھے سمجھ آیا وہ چپ کیوں کرتی تھی۔ اس لیے نہیں کہ وہ مجھ سے ڈرتی تھی، بلکہ اس لیے کہ وہ مجھے سمجھا نہیں سکتی تھی۔ میرے پاس اتنا دماغ نہیں تھا۔ پر.....'' سفید فراک پہنے، ہاتھوں میں چہرہ گرائے وہ بھی رونے لگیں۔ مسٹر ولسن آگے بڑھ کر ان کے قریب آئے اور ان کو جیسے چپ کروانا چاہا۔

مسٹر مورِس نے بھی گہری سانس لی۔ ''میں نے..... میں نے پیٹر کو کبھی اس کی مرضی نہیں کرنے دی۔ ہمیشہ اسے بزنس کے بارے میں بتاتا رہا۔ ابھی اس کی عمر ہی کیا ہے؟ مجھے ابھی اسے اپنی زندگی انجوائے کرنے دینی چاہیے مگر میں..... میں نے ہمیشہ اسے اپنے بارے میں بتایا۔ میری کامیابیوں کے بارے میں اسے ہمیشہ بتاتا رہا۔ وہ چپ چاپ سنتا رہتا۔ مجھے لگتا تھا وہ مجھ سے امپریس ہو رہا ہے مگر، وہ تو اس لیے چپ تھا کہ ایک بات بولی اگر تو میں نے کوئی نیا فلسفہ سنا دینا ہے اسے۔ میں ایک کامیاب بزنس مین تو بن گیا پر ایک اچھا باپ نہیں بن سکا۔ اوہ پیٹر مائی سن.....'' ان کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ مسز مورِس نم آنکھوں سے ان کے قریب آئیں۔ وہ صوفے پہ بیٹھ گئے۔

''میری بیٹی آئیرس..... وہ کتنے بڑے دل کی ہے۔ ایک اچھی انسان ہے۔ بہت اچھی بیٹی بھی۔ وہ واقعی اچھی انسان ہے۔ وہ مجھے ہمیشہ نوکروں کے ساتھ انسانوں والا سلوک کرنے کا کہتی رہی۔ میں اپنی کلاس میں اتنی مگن ہوگئی تھی کہ میں نے ملازموں کو کم تر سمجھنا شروع کر دیا تھا۔ میں جان بوجھ کر ان سے کام کرواتی تھی۔ پانی کا گلاس اگر سامنے بھی رکھا ہے تو میں ملازمہ سے کہتی کہ وہ مجھے پانی دے۔ وہ بھی تو انسان تھی، مجھے یہ سمجھنا چاہیے تھا۔ آئیرس کی اور میری بس یہی بحث ہوتی تھی کہ ملازم میرے آگے پیچھے نہ گھومیں۔ میں اپنا کام خود کر سکتی ہوں۔ پر میں..... میں ہمیشہ اسے کہتی تھی کہ یہ ان کی جاب ہیاور وہ کہتی تھی کہ میرے ہاتھ پاؤں ٹھیک ہیں تو اپنا کام خود کیوں نہیں کر سکتی؟ وہ ٹھیک کہتی تھی، میں ہی غلط تھی۔ مجھے بہت دکھ ہے۔ آئیرس مائی گرل..... آئی ایم رئیلی سوری۔'' مسز ہومز بھی اپنے کیے پہ شرمندہ تھیں۔ ان کی آنکھوں سے بھی آنسو بہنے لگے۔

لاؤنج میں ایک دم سے خاموشی چھا گئی۔ وہ سب اپنے کیے پہ شرمندہ تھے۔ انہیں اپنے بچوں کی قدر اب ہوئی تھی۔ یہ تو ازل سے انسان کا رویہ رہا ہے کہ اسے چیز کی قدر چھن جانے کے بعد ہی آتی ہے۔

دفعتاً مسٹر ہومز کے موبائل کی گھنٹی بجی، جس نیما حول کی خاموش فضا کو توڑا۔ سب نے ایک ساتھ فون کی طرف دیکھا۔ وہ کسی انجان نمبر سے کال تھی۔ نمبر دوسرا تھا۔ پہلے کسی اور نمبر سے کال آئی تھی۔

''ہیلو ڈیڈ..... میں آئیرس بات کر رہی ہوں۔'' آواز سے وہ سہمی ہوئی لگتی تھی۔

''ہاں بیٹی میں سن رہا ہوں۔'' ان کا لہجہ رندھا ہوا تھا۔

''آئیرس.....پلیز فون اسپیکر پہ کرو۔ مجھے روبن کی آواز سناؤ۔ پلیز.....'' مسسز فرنینڈس نے ذرا اونچی آواز میں کہا۔ آئیرس تک آواز پہنچ چکی تھی۔

آئیرس نے فون اسپیکر پہ کر دیا۔ ''ڈیڈ آپ پہلے میری بات سنیں۔ لندن برج کے آگے ایک ہوٹل ہے (اس نے ہوٹل کا نام بتایا)۔ آپ بیگ وہاں لے آنا۔ لابی میں ایک آدمی آپ سے بیگ لے کر چلا جائے گا۔ دو منٹ بعد ہم سب وہاں آ جائیں گے۔ کڈنیپر نے ہمیں اسی ہوٹل میں رکھا ہے۔ ڈیڈ پلیز پولیس کو مت لائیے گا ورنہ وہ ہمارا ہاتھ کاٹ دے گا۔ پلیز ڈیڈ.....'' آئیرس نے کہا۔ اس کا انداز سہما ہوا ہی تھا۔ لاؤنج میں موجود سب ماؤں کی آنکھیں کسی چشمے کی طرح بہنے لگیں۔

''تم فکر مت کرو آئیرس.....ہم پولیس کو نہیں بتائیں گے۔ ہم پیسے لے کر پہنچ رہے ہیں۔''

انہوں نے اتنا کہا تو مسسز ولسن نے پیٹر کو آواز دی۔ ''پیٹر تم ٹھیک ہو؟''

''جی مام.....'' پیٹر بھی ڈرا ڈرا سا لگتا تھا۔ ''آپ پلیز پولیس کو مت لائیے گا مام پلیز.....''

''ہم وعدہ کرتے ہیں ہم نہیں لائیں گے۔'' وہ فوراً بولیں۔

''میری روبن سے بات کروا دو پلیز.....''

''اور میری ٹینا سے.....''

دونوں نے کہا اور دو لفظی بات کر کے انہیں ذرا تسلی ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد فون بند ہو گیا۔

''میں اب اپنی بیٹی کو اس کی مرضی سے جینے دوں گی۔ میں اب کوئی ایسا کام نہیں کروں گی جس سے میری بیٹی کو تکلیف ہو۔ مجھے آج بھی وہ دن یاد ہے جب آئیرس پہلی بار میری گود آئی تھی۔ میں نے کیسے اسے سمجھنے میں اتنی دیر لگا دی۔'' مسسز ہومز کے آنسو نہیں رک رہے تھے۔

''میں بھی آج کے بعد روبن پہ پابندیاں نہیں لگاؤں گی۔ کیا باقی دنیا میں بزنس کپلز نہیں ہوتے کیا؟ کیا ہم ہی انوکھے ہیں؟ میں اپنے بزنس کی وجہ سے اپنے بیٹے کو قید کر کے رکھا۔ میں اس کے لیے دل سے شرمندہ ہوں۔'' مسسز فرنینڈس نے کہا۔ سب نم آنکھوں سے اپنی غلطیوں کی تلافی کرنا چاہتے تھے۔

''پیٹر کو بھی اپنی زندگی خود گزارنی چاہیے۔ میں کون ہوتا ہوں؟ اگر وہ بزنس نہیں کرنا چاہتا تو یہ اس کی مرضی ہے۔ میں اسے نہیں روکوں گا۔'' مسٹر مورِس نے کہا۔

''میری بیٹی ٹینا جانتی ہے کہ وہ کتنی خوبصورت ہے۔ اب تو اپنی بیٹی کی خوبصورتی کو میں بھی جان گئی ہوں۔ وہ واقعی بہت خوبصورت ہے۔''

''ہم سب یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم اب سے اپنے بچوں کو پورا پورا ٹائم دیں گے۔ ان کی زندگی کو ان کے مطابق جینے دیں گے۔ ہم

خودکو بھی بدلیں گے۔ہمیں آج احساس ہوا ہے کہ ہمارے بچے ہمارے لیے کتنے اہم ہیں۔''مسٹر ولسن نے کہا۔سب نے اثبات میں سر ہلایا۔

اس کے بعد سب اپنے اپنے گھر گئیاور تاوان کی رقم لے کر دوبارہ مسٹر ہومز کے گھر آ گئے۔کچھ دیر بعد وہ چاروں باپ اپنے اپنے بچوں کو واپس لینے،آئیرس کے بتائے ہوئے ہوٹل کی طرف چلے گئے۔

.....

ہوٹل کیبڑے سے کمرے میں وہ سب بیڈ پہ بیٹھے پیزا کھا رہے تھے۔کڈنیپر نے ان کے ساتھ بہت نرم رویہ رکھا تھا۔وہ انہیں نقصان نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔اسے بس پیسے چاہیے تھے جو اسے ملنے لگے تھے۔

وہ بس آرام سے پیزا کھا رہے تھے۔

''تم اتنے پیسوں کا کیا کرو گے؟''پیٹر نے پیزے کا بائٹ لیتے ہوئے پوچھا۔کڈنیپر سمیت سب نے پیٹر کی طرف دیکھا۔

''میرا بیٹا.....وہ بیمار ہے۔مجھے اس کا علاج کروانا ہے۔میں جانتا ہوں یہ طریقہ غلط ہے پر.....سوری۔میں مجبور ہوں۔میرے پاس اور کوئی راستہ نہیں ہے۔میں بینک سے قرضہ بھی نہیں لے سکتا۔تم لوگ میری طرف سے اپنے پیرنٹس سے معذرت کر لینا۔میں تم لوگوں کو کوئی نقصان نہیں دینا چاہتا۔بس مجھے اپنے بیٹے کے لیے پیسے چاہیے۔اس کا علاج ابھی رکا ہوا ہے۔پیسے ملتے ہی میں اس کا علاج دوبارہ سے شروع کرواؤں گا۔''کڈنیپر اچھا انسان تھا۔یہ بات وہ جانتے تھے۔

کڈنیپر کی آنکھوں میں پانی بھرنے لگا۔سب نے افسوس سے اسے دیکھا۔

''آپ فکر نہ کریں۔وہ ٹھیک ہو جائے گا۔''روبن نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پہ رکھا۔اتنا اچھا کڈنیپر کیا کبھی کسی کو ملا ہے؟

اس نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا۔چہرے پہ مسکراہٹ آ گئی اور اثبات میں سر ہلایا۔

''سوری.....میں کوئی برا انسان نہیں ہوں۔بس.....مجھے اپنے بیٹے کو بچانا ہے۔''اس نے کہا اور ہتھیلی کی پشت سے آنسو صاف کیے۔وہ چاروں اداس مسکراہٹوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

''اور تم لوگ.....میں نے سکول میں سنا تھا تم لوگوں کو باتیں کرتے ہوئے۔تم لوگ اپنے گھر سے بہت تنگ ہو کیا؟''سب پہ ایک نگاہ ڈالتے ہوئے اس نے سوال کیا۔وہ سب بیڈ پہ ہی بیٹھے تھے۔کھڑکی کے باہر ہوا چل رہی تھی۔پاس لگے درخت ہوا میں لہراتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

پیٹر اداسی سے ہنسا۔''ہم تنگ نہیں ہیں۔ہمیں بس اپنی مرضی سے زندگی گزارنی ہے۔ہم سب کے پیرنٹس سمجھتے ہیں کہ وہ ہمیں گھر میں قید رکھ کے بہت اچھا کر رہے ہیں۔ہماری حفاظت کر رہے ہیں۔پر ایسا نہیں ہے کڈنیپر.....وہ ہم پہ اپنی مرضیاں مسلط کرتے ہیں۔میں ابھی سے بزنس نہیں کرنا چاہتا لیکن ڈیڈ مجھے ہر میٹنگ اور پارٹی میں ساتھ لے کر جاتے ہیں۔میں ابھی صرف سترہ سال کا ہوں۔میں اپنی پڑھائی مکمل کروں گا،پھر ہی بزنس میں آ سکتا ہوں۔ڈیڈ کو یہ بات نہیں سمجھ آتی۔روبن کے پیرنٹس ہر وقت آفس میں بزی

ہوتے ہیں اور روبن کو گھر سے باہر آنے جانے کی اجازت نہیں ہے سوائے سکول کے۔ ٹینا کی مام اسے Show off کرنے کا کہتی ہیں۔ سب کو نظر آ رہا ہے کہ ٹینا خوبصورت ہے۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ ٹینا اب خود سب کو بول بول کے بتائے میں کتنی خوبصورت ہوں۔ خوبصورتی تو انسان کے اندر ہوتی ہے، باہر تو صرف دکھاوا ہے۔ ٹینا دکھاوا نہیں کرنا چاہتی۔ اور آئیرس..... آئیرس کی مام ملازموں کو انسان کے درجے سے نیچے سمجھتی ہیں۔ آئیرس انہیں یہی سمجھاتی ہے کہ وہ بھی انسان ہیں۔ ہر وقت ان سے کام کروانے کی بجائے ہمیں خود بھی اپنا کام کر لینا چاہیے۔ پر وہ کہتی ہیں کہ یہ ان کی جاب ہے۔ اب سامنے رکھا پانی کا گلاس بھی اگر ملازمہ ہی پکڑائے گی تو ہمیں تو اپنے ہاتھ پھر کسی کو donate کر دینے چاہیے۔'' پیٹر شدید دکھی نظر آتا تھا۔ ''ہم سب نئی جینیریشن ہیں۔ ہماری سوچ اور خیالات اپنے پیرنٹس سے بہت مختلف ہیں کڈ نیپر..... پر ہمارے پیرنٹس کو یہ بات نہیں سمجھ آتی۔ میں انہیں غلط نہیں کہہ رہا۔ بس ان کی سوچ ذرا غلط ہے۔ وہ سوپر کانشیئس ہیں۔ ہم ایسے نہیں ہیں، شاید اسی لیے ہمیں ان کا طریقہ غلط لگتا ہے۔ سوری..... بٹ ناٹ سوری۔'' پیٹر نے چہرہ جھکا لیا۔

سب نے اداسی سے اسے دیکھا۔ وہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔

آج کل کے پیرنٹس کو اپنی اولاد کو بھی موقع دینا چاہیے۔ ہر بار بڑے ہی ٹھیک نہیں ہوتے۔ نئی نسل زیادہ ہوشیار ہے۔ ان کو بھی بات کرنے کا موقع دینا چاہیے۔ اگر ہمیشہ ہی ماں باپ ایسے کریں تو بچے اپنا اعتماد کھو دیتے ہیں اور دونوں کے درمیان ایک گہری کھائی آ جاتی ہے جس کو بھرنے کے لیے مٹی پوری نہیں پڑتی۔

کڈ نیپر دکھ سے مسکرایا۔ ''اس دنیا میں کوئی انسان مکمل طور پہ خوش نہیں ہے۔ کسی کو کوئی بیماری ہے۔ کوئی غریب ہے۔ کوئی بے اولاد ہے۔ کسی کی اولاد اس کے ساتھ نہیں ہے۔ کسی کے پاس ماں باپ نہیں ہیں اور کسی کے پاس پیسہ دولت سب کچھ ہے، پر..... سکون نہیں ہے۔''

سب نے اس کی بات پہ اداس مسکراہٹ سے اثبات میں سر ہلایا۔

ہوا تیز ہوتی جا رہی تھی۔ درختوں سے پتے ٹوٹ کے زمین پہ گر رہے تھے۔

•••••

لندن کی سڑکوں پہ معمول کی ہل چل تھی۔ گاڑیاں آہستہ سے سڑکوں پہ چل رہی تھیں۔ ہوا تیز ہوئی تو فٹ پاتھ پہ پیدل چلتے لوگوں کے بال ہوا کی سمت اڑنے لگے۔ درختوں کے کمزور پتے ہوا سے ٹوٹ کر سڑکوں پہ گر گئے۔ سب کے چہروں میں خوشگواریت آ گئی۔ موسم انسان پہ گہرا اثر چھوڑتا ہے۔

اپنے مطلوبہ ہوٹل کیسامنے گاڑی روک کر وہ چاروں گاڑی سے اترے۔ مسٹر ہومز ہاتھ میں سوٹ کیس پکڑیاندر چلتے آئے۔ باقی تین بھی ان کے پیچھے ہی تھے۔ خودکار دروازہ کھل گیا۔ ہوٹل کی لابی میں زیادہ رش نہیں تھا۔

وہ لوگ سامنے صوفوں پہ بیٹھ گئے۔ فکرمندی سے بار بار ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔

''اسے فون کرو۔'' روبن کے ڈیڈ نے کہا۔ مسٹر ہومز نے اپنا فون نکالا اور ایک نمبر ملایا۔ نمبر بند تھا۔

''نمبر بند ہے۔''انہوں نے سب کو دیکھ کر کہا۔

''ہمیں پولیس کو بتا دینا چاہیے۔''پیٹر کے ڈیڈ نے فکرمندی سے کہا۔

''بچوں نے منع کیا تھا۔ہم نہیں بتا سکتے۔وہ بچوں کے ہاتھ کاٹنے کا کہہ رہا تھا۔میں یہ رسک نہیں لے سکتا۔''انہوں نے کہا۔سب نے غصے سے کڈنیپر کو دل ہی دل میں گالی دی۔

دفعتاً مسٹر مورس کا فون بجا۔اسکرین پہ 'پیٹر کالنگ.....' لکھا آیا۔انہوں نے چھوٹتے ہی فون اٹھایا۔

''ہیلو پیٹر.....''سب نے پیٹر کے نام پہ انہیں دیکھا۔آنکھوں کے اشارے سے انہوں نے سب کو تسلی دی۔

''ہاں.....ہم لابی میں ہیں۔کہاں رکھنے ہیں پیسے؟اچھا اوپر کمرے میں؟پر.....اچھا میں اکیلا آؤں۔ٹھیک.....ٹھیک ہے۔میں آتا ہوں۔ہاں.....کوئی پولیس نہیں آئی ہمارے ساتھ۔اوکے.....میں آیا۔روم نمبر بتاؤ۔اچھا.....ٹھیک ہے دو منٹ۔''وہ پیٹر سے بات کر رہے تھے۔سب نے سوالیہ انداز میں انہیں دیکھا۔

''وہ اوپر ہیں۔مجھیا کیلے کو بلایا ہے۔تم لوگ یہیں رہو۔''وہ اپنی جگہ سے اٹھے۔''بیگ مجھے دیدو۔''مسٹر مورس نے بیگ تھاما اور قدم قدم اٹھاتے پیٹر کے بتائے ہوئے کمرے کی طرف چلے گئے۔باقی سب نیفکر مندی سے انہیں جاتے دیکھا۔

.....

مسٹر مورس نے دروازے پہ ہلکی سی دستک دی۔پیٹر نے دروازہ کھولا۔نم آنکھوں سے باپ کو دیکھا اور ان کے گلے لگ گیا۔مسٹر مورس کے ہاتھ میں پکڑا سوٹ کیس نیچے گر گیا۔

''آئی ایم سوری پیٹر.....میں نے تمہارے ساتھ غلط کیا۔تمہاری زندگی کو اپنی زندگی سمجھا۔مجھے معاف کر دو۔''پیٹر کو گلے سے لگائے وہ گیلے لہجے میں کہہ رہے تھے۔پیٹر نے انہیں مزید مضبوطی سے تھام لیا۔مسٹر مورس نے آنکھیں کھولیں تو آنسو ان کے گالوں کو بھگو گئے۔ان کے سامنے ٹینا،آئیرس اور روبن کھڑے تھے۔سب نے اداس مسکراہٹ سے انہیں دیکھا۔

وہ پیٹر سے الگ ہوئے اور ان سب کے گال پہ پیار کیا۔

''وہ کڈنیپر کہاں ہے؟''انہوں نے بچوں سے پوچھا۔

''میں تمہارے پیچھے.....''آواز ان کے عقب سے آئی تھی۔انہوں نے فوراً پیچھے مڑ کے دیکھا۔دروازے کے آگے ایک درمیانی عمر کا آدمی منہ پہ ماسک لگائے کھڑا تھا۔آنکھوں پہ اس نے چشمہ لگا رکھا تھا تاکہ کوئی اسے پہچان نہ لے۔

''اب آپ لوگ چلے جائیں۔''اس نے کہا۔مسٹر مورس نے ایک نظر اس کے ہاتھ میں پکڑے بیگ کو دیکھا جو زمین پہ گر گیا تھا۔وہ پہلے ہی اٹھا چکا تھا۔بہت شاطر تھا۔

''میں تمہیں دیکھ لوں گا۔''انگلی اٹھا کر انہوں نے جیسیا سے دھمکی دی۔کڈنیپر نے ایک نظر ان کے پیچھے کھڑے چار بچوں کو دیکھا۔بچے خاموش رہے۔

''میں اتنا پیارا نہیں ہوں۔آپ کسی اور کو دیکھ لیں۔'' بے نیاز انداز میں کہتا وہ بیگ اٹھائے اندر جانے لگا۔''ایک منٹ..... مجھے پہلے تسلی کرنے دیں۔'' وہ واپس مڑا اور پنجوں کے بَل زمین پہ بیٹھ گیا۔ہاتھ میں پکڑا سوٹ کیس زمین پہ لٹایا اور پھر اس کا لاک کھولا۔اس کے اندر پیسے تھے۔پچاس لاکھ پاؤنڈز.....اس کے منہ میں ایک دم پانی آیا۔آنکھوں میں ایسی چمک تھی کہ بیان سے باہر.....۔اس نے کچھ گڈیاں اٹھا کر دیکھیں۔نئے نوٹوں کی خوبشو بہت اچھی تھی۔سوٹ کیس میں پیسے تو پورے ہی لگتے تھے۔اس نے ابھی گننے کی زحمت نہیں کی تھی۔

''مجھے آپ پہ یقین ہے۔''اس نے کہا اور سوٹ کیس واپس بند کر دیا۔''دروازہ بند کر کے جایئے گا۔'' وہ اندر چلا گیا۔

مسٹر مورس نے ضبط سے اسے جاتے دیکھا۔

''تم سب ٹھیک ہو؟''انہوں نے سب سے پوچھا۔گال پہ آنسو جیسے جم گیا تھا۔

''جی ڈیڈ،ہم سب ٹھیک ہیں۔چلیں اب گھر.....'' پیٹر نے سب کی طرف سے جواب دیا۔مسٹر مورس کے آگے وہ عالیشان کمرے سے باہر نکل گئے۔چاروں بچوں کے چہروں پہ بے انتہا خوشی تھی۔

وہ لفٹ سے نیچے لابی میں آئے۔وہ سب وہاں پہلیسے ہی منتظر کھڑے تھے۔سارے بچے اپنے اپنے باپوں کے گلے لگ گئے۔

''ہم سوری کرتے ہیں بچوں۔ہمیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے۔ہماری سوری سے پرانا وقت تو نہیں بدل جائے گا نا ہی تم لوگوں کے سترہ سال بدلیں گیں پر.....ہم اپنی آنے والی زندگی کو بہتر بنا سکتے ہیں۔'' آئیرس کا ہاتھ تھامے مسٹر ہومز نے سب بچوں کو کہا۔سب کی آنکھوں میں پانی جمع ہونے لگا۔

لابی میں لوگ آتے جاتے اس فیملی ڈرامہ کو دیکھ رہے تھے۔

وہ سب ایک ساتھ ہی ہوٹل سے باہر نکل گئیا ور اپنی گاڑی میں بیٹھ گئے۔لوگ زیادہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے ایک ٹیکسی بھی کروالی تھی۔

وہ اب مسٹر ہومز کے گھر جا رہے تھے۔

.....

ہومز ولا کے پورچ میں گاڑی آ کر رکی تو آئیرس،اس کے ڈیڈ،پیٹر اور اس کے ڈیڈ گاڑی سے اترے۔ٹیکسی گھر کے باہر ہی رکی تھی۔ٹینا اور روبن اپنے ڈیڈز کے ساتھ ٹیکسی سے اترے۔مسٹر فرنینڈس نے ٹیکسی والے کو کچھ کرنسی نوٹ دیے۔وہ اپنی ٹیکسی آگے بڑھاتا وہاں سے چلا گیا۔

وہ سب ایک ساتھ گھر کے اندر داخل ہوئے۔لاؤنج میں ان سب کی مائیں انتظار کر رہی تھیں۔اپنے بچوں کو اندر آتا دیکھ کر فوراً ان کی طرف بھاگیں اور انہیں گلے لگا لیا۔

''آئی ایم سوری.....''ایسی چار آوازیں لاؤنج میں گونجی تھیں۔بچوں نے کوئی جواب نہ دیا۔وہ بس خوش تھے۔

''ہم غلط تھے۔ہمیں اب احساس ہوا۔سوری.....ہمیں معاف کردو۔''مسسز فرنینڈس نے کہا۔آنسوان کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔

''بس کریں مام۔اب نئی زندگی شروع کرتے ہیں۔''روبن نے اداس مسکراہٹ سے کہا۔

''ہاں بالکل۔''ٹینا کی مام نے کہااور ٹینا کے گال پہ پیار کیا۔

آئیرس اور پیٹر بھی اپنے اپنے پیرنٹس کے ساتھ کھڑے تھے۔وہ سب ایک دوسرے کو اداس مسکراہٹوں سے دیکھ رہے تھے۔بچوں کے اغواہ ہونے کا یہ تو فائدہ ہوا تھا کہ وہ سب اب ساتھ تھے۔

''کڈنیپر نے کوئی برا سلوک تو نہیں کیا؟''مسسز فرنینڈس نے روبن سے پوچھا۔

روبن ہلکا سا ہنسا۔''وہ بہت اچھا بندہ تھا۔اس نے ہمیں کھانا بھی کھلایا اور ہمیں باندھا بھی نہیں۔وہ مجبور تھا مام۔اس کا بیٹا بہت بیمار ہے۔اسے اس کا علاج کروانا ہے۔وہ ہاسپٹل میں ہے۔اسے پیسوں کی بہت ضرورت ہے۔وہ بینک سے لون نہیں لے سکتا۔وہ غریب ہے۔پلیز آپ لوگ اس کی کوئی کمپلین مت کیجیے گا۔وہ واقعی اچھا بندہ تھا۔وہ ہم سے سوری بھی کر رہا تھا اور آپ لوگوں سے بھی۔اسے اپنے بیٹے کا علاج کروانا ہے۔''روبن نے بتایا۔سب نے حیرت سے اسے دیکھا اور اگلے ہی لمحے سب کے دلوں میں کڈنیپر کے لیے ایک نرم گوشہ بننے لگا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب اپنے اپنے گھر چلے گئے۔

رات نے آسمان کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔آسمان پہ جگہ جگہ تارے ٹمٹمانے لگے۔

•••••

ایک ہفتے بعد۔

ریسٹورانٹ کے بڑے سے ٹیبل پہ وہ چاروں اپنے پیرنٹس کے ساتھ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔کھانا کھانے کے دوران سب خاموش رہے۔ہلکی آواز میں کوئی گانا چل رہا تھا جو ماحول پہ ایک اچھا اثر چھوڑ رہا تھا۔

وہ سب آج ایک قسم کی پارٹی کر رہے تھے۔شاید بچوں کے واپس آنے کی پارٹی.....

''مام.....ہمیں آپ سے ایک بات کرنی ہے۔''روبن نے ہمت کر کے کہا۔مسسز فرنینڈس نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا اور اثبات میں سر ہلایا جیسے اجازت دی ہو۔سب نے ایک نظر انہیں دیکھا۔کھانا تھوڑا ہی رہ گیا تھا۔

''مام وہ سکول کا ٹرپ جا رہا ہے تو.....''روبن نے بس اتنا کہا۔سارے اس کی بات کا مطلب سمجھ چکے تھے۔

مسسز فرنینڈس نے سوالیہ نظروں سے سب کو دیکھا۔سب خاموش رہے۔''کب جا رہا ہے؟''انہوں نے سوال کیا۔

''تین ہفتوں بعد.....''پیٹر فوراً بولا۔سب کی نظریں اب پیٹر پہ تھیں۔ماحول میں گانوں کے ساتھ ساتھ لوگوں کی ہلکی ہلکی آوازیں اور قہقہے بھی سنائی دے رہے تھے۔

''ہمیں کچھ سوچنے کا موقع دو۔''مسسز ہومز نے مسکرا کر کہا۔سب بچوں کا جیسے منہ ہی لٹک گیا۔

''چلو اب کھانا ختم کرو۔'' ہاتھ میں سافٹ ڈرنک کا گلاس پکڑے مسسز فرینڈس نے کہا اور ایک نظر مسکرا کر ان سب کے ماں باپ کو دیکھا۔وہ کوئی معنی خیز مسکراہٹ تھی۔وہ اس کا مطلب سمجھ چکے تھے۔

وہ سب سر جھکائے پھر سے کھانا کھانے لگے۔

کھانا ختم ہوا تو سب نے نیپکن سے ہاتھ اور منہ صاف کیا۔کچھ ادھر ادھر کی باتیں کیں اور پھر اپنے اپنے گھر چلے گئے۔TRIP گروپ کیبا سی اس سب میں خاموش رہے۔اداس خاموشی.....

•••••

صبح کا سورج طلوع ہوا اور لندن شہر سورج کی سنہری روشنی میں نہا گیا۔فضا خوشگوار تھی۔آسمان میں اڑتے پرندوں کی چھوٹی چھوٹی سرگوشیاں کانوں میں رس گھول رہی تھیں۔

معمول کے مطابق وہ سب آج بھی جلدی اٹھے تھے۔ان سب کا موڈ اب کل کی نسبت ٹھیک تھا مگر وہ اپنے پیرنٹس کے سامنے خود کو ذرا ناراض ظاہر کر رہے تھے۔خاموشی سے ناشتہ کیا اور اسی خاموشی سے سکول جانے کے لیے گاڑی میں بیٹھ گئے۔سب نے اپنے اپنے ناراض بچوں کو سکول جاتے دیکھا۔وہ سب ہنس رہے تھے۔

گاڑی سکول کے سامنے آ کر رکی تو آئیرس برے دل سے نیچے اتری اور گاڑی کا دروازہ بہت زور سے بند کیا تا کہ ڈرائیور اس کے موڈ کے بارے میں مام کو ضرور بتائے۔دروازے کی زوردار آواز آنے سے ساتھ چلتے لوگوں نے مڑ کر آئیرس کو دیکھا۔وہ سب سمجھ چکے تھے کہ اس کا موڈ نہایت خراب ہے۔بے پرواہ سی آئیرس تیز تیز قدم اٹھاتی سکول کے اندر چلی گئی۔ڈرائیور کچھ بھی کہے بغیر وہاں سے چلا گیا۔

ڈیپارٹمنٹ کے سامنے گراؤنڈ میں وہ تینوں پہلے سے ہی موجود تھے۔وہ چلتی چلتی ان کے قریب آئی۔سب کو ہیلو کہا۔

''کیا کچھ ہوا؟''اس نے سب سے پوچھا۔سب نے نفی میں سر ہلایا۔

''یار.....ایک بار پھر سے وہیں آ گئے ہیں ہم۔'' وہ سر جھٹک کر بولی۔

''دفع کرو اسے۔ہماری قسمت میں ہی نہیں ہے۔''ٹینا نے کہا اور بیگ صحیح سے پہنا۔

''ہٹو یار۔مجھے ذرا میتھ کا ہوم ورک تو دکھانا۔شاید میرا سوال غلط ہے۔'' روبن نے کہا اور پاس بنے بینچ پہ بیٹھ گیا۔وہ تینوں بھی اس کے پیچھے آ گئے۔گراؤنڈ میں بہت سے درخت لگے تھے اور ہری گھاس بہت صاف تھی۔جگہ جگہ سیمنٹ کے بینچ بھی بنے تھے۔درختوں کے درمیان سینظر آتی ڈیپارٹمنٹ کی عمارت بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

ٹینا نے بیگ بینچ پہ رکھا اور بیگ میں سے رجسٹر نکال کر اس کے سامنے کیا۔''یہ لو۔''

روبن نے رجسٹر کھولا تو اس میں ایک لفافہ تھا۔جیسے خط کا لفافہ۔''یہ کیا ہے؟''اس نے ٹینا سے پوچھا۔

''مجھے نہیں پتا۔'' وہ اس سے ناواقف تھی۔اس نے لفافہ ہاتھ میں پکڑ لیا۔

''لو لیٹر ہے تو بتا دو۔ہم نے کون سا تمہاری شکایت لگا دینی ہے؟'' آئیرس بولی۔''ایسے جلدی کھولو اور ہمیں وہ سستی لائینز تو پڑھ ر سناؤ۔آپ کی زلفیں یہ.....آپ کے گال یہ۔آپ کی گدھی جیسی آواز۔آپ کی قینچی کی طرح تیز زبان۔جلدی پڑھو کیا لکھا ہے؟'' وہ ہنس دی۔

ٹینا نے غصے سے اسے دیکھا پھر وہ بھی ہنس دی۔پیٹر اور روبن بھی ہنس دیے۔ابھی لفافہ اس کے ہاتھ میں ہی تھا۔

''بہت فضول بولتی ہو تم۔'' ٹینا نے کہا۔

''یہ سچ ہے میری پیاری سہیلی۔'' آئیرس کا قہقہہ ہوا میں گھل گیا۔وہ سب بھی ہنس دیے۔

''چلو اب پڑھو بھی۔'' پیٹر ہمیشہ کی طرح ہر معاملے میں متجسس تھا۔

ٹینا نے لفافہ چاک کیا۔اندر واقعی ایک خط تھا۔کس نے بھیجا ہے یہ خط؟ وہ سوچ رہی تھی۔

اس نے تہہ شدہ کاغذ کھولا۔وہاں انگیریزی میں کچھ لکھا تھا۔وہ یہ لکھائی پہچانتی تھی۔اس نے پڑھنا شروع کیا۔

''ڈیئر ٹینا۔ہم تم لوگوں پہ پہلے ہی بہت زیادہ پابندیاں لگا چکے ہیں۔اب ہم تم لوگوں کو اپنی اپنی زندگیاں جینے دینا چاہتے ہیں۔تم لوگ اب اٹھارہ سال کے ہونے لگے ہو۔اب سے تم لوگ آزاد ہو۔

ہم سب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تم لوگ ٹرپ پہ جا سکتے ہو۔شاید جس وقت تم یہ خط پڑھو ہم سب پرنسپل کے آفس میں ہوں یا شاید ہم بات کر کے گھر جا چکے ہوں۔ہم سب تم سب کی گاڑیوں کے پیچھے پیچھے ہی سکول آئے تھے۔ہم پرنسپل سے بات کرنے ہی آئے ہیں۔تم لوگ آج کی کلاس لو اور گھر آ کر اپنی تیاریاں شروع کر دو۔ہم سب نے ایک ایک خط تم چاروں کے بیگ میں رکھا ہے۔اسے دیکھو۔

انجوائے یور لائف۔تم سب کو بہت مزہ آنے والا ہے۔ہمیں تصویریں ضرور بھیجنا۔مائی سوئیٹ ڈاٹر (میری پیاری بیٹی)۔''

ٹینا جیسے جیسے خط پڑھ رہی تھی اس کے چہرے پہ خوشی آتی جا رہی تھی۔باقی سب بھی خط سن کر بہت خوش ہوئے۔جلدی سے سب نے اپنے اپنے بیگ دیکھے۔سب کے رجسٹرز میں ایک لفافہ رکھا تھا۔سب نے خوشی سے خط نکالا اور خط پڑھنا شروع کیا۔کچھ اسی طرح کی باتیں ہر خط میں لکھی تھیں۔وہ سب خط پڑھ کے بہت خوش ہوئے۔فائینلی وہ آزاد تھے۔

''ہم ٹرپ پہ جا رہے ہیں۔'' پیٹر نے اونچی آواز میں کہا اور ایک ہاتھ کا مکا بنا کر اوپر اچھالا۔سب نے اونچی آواز میں 'hurrah' کہا۔گراؤنڈ میں موجود لوگوں نے ان کی طرف دیکھا۔وہ سب بھی ہنس دیے۔

''ہمارے تو گروپ کا نام بھی TRIP ہے۔'' آئیرس بولی۔سب خوش تھے۔سب ہنس رہے تھے۔

''ایک ڈانس سٹیپ ہو جائے۔'' ٹینا نے کہا اور سب نے خوشی سے ہاں کہا۔

ایک قطار میں کھڑے ہو کر،سب نے ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑے۔ان کا رخ ڈپارٹمنٹ کے سامنے تھا۔پہلے دائیں ٹانگ بائیں طرف لہرائی اور اسی طرح بائیں ٹانگ دائیں طرف.....سب نے خوشی سے انہیں دیکھا۔وہ اتنے خوش پہلے کبھی نہیں تھے۔وہ ٹرپ پہ

جارہے تھے۔یورپ کے کسی دوسرے ملک.....

کلاس کا ٹائم ہوا تو وہ سب ہنستے ہوئے کلاس کی طرف چلے گئے۔اپنے اپنے موبائلز سے اپنے پیرنٹس کو ایک تھینک یو کا میسج بھیجا۔

وہ سب بھی خوش تھے۔وہ بدل گئے تھے۔

.....

تین ہفتوں بعد۔

پیرس شہر کے ہوائی اڈے میں جہاز لینڈ ہونے اعلان ہوا۔جہاز کی آواز تیز ہوتی جارہی تھی۔وہ زمین کے قریب تھا۔

جہاز کے پہیوں کے زمین کے ساتھ ٹکرانے سے چنگاری نکلی اور ختم ہوگئی۔

جہاز لینڈ ہو چکا تھا۔

اپنا سامان لے کر وہ لوگ ایئر پورٹ کے اندرون حصے سے باہر نکلے۔سامنے پیرس شہر انہیں خوش آمدید کہہ رہا تھا۔لندن سکول سے آیا ٹرپ پیرس ایئر پورٹ سے باہر نکلا۔TRIP گروپ سب سے آگے تھا۔ان سے دو قدم پیچھے سکول کی پرنسپل تھیں۔

آنکھوں میں گوگلز لگائے، ہاتھ میں ہینڈ بیگ پکڑے، سنہرے بالوں کو ٹیل پونی میں کسے، کالے رنگ کا گھٹنوں تک آتا فراک اور اس کے نیچے کالے رنگ کی پینٹ پہنے، آئیرس کسی ہیروئن کی طرح چلتی جارہی تھی۔چہرے پہ ایک فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔

اس کے ساتھ آنکھوں میں ٹرانس پیرنٹ گلاسس لگائے، بالوں کو جیل لگا کر ایک طرف کیے، گہرے نیلے رنگ کی شرٹ اور اس کے نیچے سفید رنگ کی پینٹ پہنے، ایک ہاتھ سے ٹائر لگا بیگ پکڑے، پیٹر پیرس کی ٹھنڈی ہوا کو اپنے اندر اتار رہا تھا۔فاتحانہ مسکراہٹ اس کے چہرے کو بھی گھیرے ہوئے تھی۔

چھوٹے بالوں والا روبن، گہرے ہرے رنگ کی شرٹ کے نیچے کالی پینٹ پہنے، ٹائر لگا اٹینچی گھسیٹا ہوا ایئر پورٹ سے باہر نکلا۔اس نے چشمہ نہیں لگایا تھا۔چہرے پہ فاتحانہ مسکراہٹ پھیلی تھی۔

پیرس شہر نے فاتحانہ مسکراہٹ سجائے ٹینا کو خوش آمدید کہا۔وہ ہلکے بھورے رنگ کے ٹاپ کے نیچے کالے رنگ کا بیل باٹم پہنے، بالوں کو ہوا کی سپرد کیے، ہاتھوں میں منی ہینڈ بیگ پکڑے، پیرس کا شکریہ ادا کر رہی تھی۔

یہ ان کی آزادی کا دن تھا۔ہر چیز سے آزادی کا۔جس دن کے لیے انہوں نے اتنی محنت کی تھی۔اتنی اداکاری کی تھی۔اتنا بڑا کام کیا تھا۔

یہ وہ دن تھا جس کا انہوں نے بہت دیر تک انتظار کیا تھا۔آزادی.....آزادی کے لیے انسان کیا کچھ کرتا ہے؟ وہ بھی کیا کچھ کر گزرے تھے۔

یہ دن جس کا خواب انہیں روزانہ نیند سے بیدار کر دیتا تھا۔وہ روزانہ اس دن کو جینے کے لیے بہت کوشش کرتے تھے۔بلآخر ان کی ایک کوشش رنگ لائی اور آج وہ خواب سچ ہو گیا تھا۔وہ انتظار ختم ہو گیا تھا۔وہ محنت رنگ لائی تھی۔

TRIP کی ٹرپ.....

ماحول بھی ان سب کی طرح خوش تھا۔

•••••

آخری باب

''اس دن ہم بہت خوش تھے۔ بہت زیادہ خوش۔ آخر ہمیں وہ ملا تھا جس کی ہم نے بہت کوشش کی تھی۔ ہم آزاد تھے۔ ہم اپنی مرضی کے مالک تھے۔ یہاں کوئی مسٹر اینڈ مسز فرینڈس نہیں تھے جو مجھے کہتے کہ سیدھا ہوٹل جانا اور ہوٹل سے ایک قدم بھی باہر نکالنا۔

وہاں کوئی مسز ہومز نہیں تھیں جو آئیرس کے ساتھ کسی نوکر کو بھیجتیں۔ اس دن آئیرس کے ساتھ کوئی نوکر نہیں تھا۔ وہ اپنا ہر کام خود کر سکتی تھی۔ اسے کسی نوکر کی ضرورت نہیں تھی۔

پیرس میں کوئی مسٹر مورِس نہیں تھے جو پیٹر کو پیرس کے بڑے بڑے Business men سے ملواتے۔ جو پیٹر کو اس کا ٹرپ خراب کرنے کے لیے پیرس کی ترقی کے بارے میں بتاتے۔ پیٹر کو لے کسی بزنس مین کے گھر چلے جاتے یا کسی کو ہوٹل بلا لیتے۔

وہاں ٹینا کو کوئی یہ کہنے والا نہیں تھا کہ ہر کسی کے سامنے خود کو خوبصورت ظاہر کرو۔ وہاں ٹینا کو اپنی خوبصورتی ظاہر کرنے کے لیے کسی کو بتانا نہیں پڑا تھا۔ آتے جاتے کتنے ہی لوگ اسے اور آئیرس کو مڑ مڑ کر دیکھ رہے تھے۔

خیر جانیں دیں۔ آپ لوگ یہ سوچ رہے وں گے کہ اب جب سب کچھ ٹھیک ہو گیا تو میں ایسے طنز کیوں کر رہا ہوں۔ میں بس اپنا غصہ نکال رہا ہے۔ اغواہ والے دن کے بعد ہمیں اپنے پیرنٹس سے گلے شکوے ختم ہو گئی تھے۔ ہمیں اندازہ ہو گیا تھا کہ ہمارے پیرنٹس ہم سے پیار کرتے ہیں۔ بس وہ کچھ جگہوں پہ غلط تھے۔

اس دن سے تیرہ سال بعد آج میں آپ کو یہ کہانی سنا رہا ہوں۔ میرے ہاتھ میں اس وقت پتا کیا ہے؟ آپ کو کیسے پتا ہو گا؟ میں نے بھی عجیب سوال کیا۔ میں بتاتا ہوں میرے ہاتھ میں اس وقت ہماری تصویر ہے۔ ہم چاروں کی۔ ایئر پورٹ پہ ہی ہم نے ایک تصویر بنوائی تھی۔ پھر ہم نے اسے اپنی ایلبم میں لگایا۔ وہ تصویر.....جس میں آئیرس اور پیٹر نے آنکھوں میں چشمے لگائے تھے۔ میں نے ٹینا نے کچھ نہیں لگایا تھا۔

یہ تصویر کا ایک رخ ہے جو آپ سب نے دیکھا ہے۔

میں اب آپ کو اسی تصویر کا ایک دوسرا رخ بتاتا ہوں۔

میں اس رخ کے لیے پہلے ہی معذرت کرتا ہوں۔

واپس تیرہ سال پیچھے چلتے ہیں جب ہم سب کلاس میں بیٹھے تھے اور لاؤڈ سپیکر پرنسپل میڈم دروازے پہ ہلکی سی دستک کے ساتھ کلاس میں آئی تھیں۔ ہم سب چپ کر گئے تھیا وران کی بات سننے لگے۔ انہوں نے سکول کے ٹرپ کا بتایا تھا۔ ہم سب کو امید نہیں تھی کہ ہمارے پیرنٹس ہمیں جانے دیں گے۔ ہم سب جانتے تھے۔ ہمیں پرنسپل کی کسی بھی بات میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ ہم جانتے تھے یہ ساری باتیں ہم قیدیوں کے لیے نہیں ہیں۔

پھر ایک دم.....پیٹر کے دماغ میں کیا آیا۔ اس نے آہستہ سے ہمیں کیفے میں ملنے کا کہا۔

کلاسز ختم ہوئیں تو ہم سب کیفے میں بیٹھے تھے۔ اس دن ہمیں آسانی سے جگہ مل گئی تھی۔

کاؤنٹر کے ساتھ ہی چار کرسیاں رکھ کے ہم سب بیٹھ گئے۔ میں نے پیٹر سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ کیا کہنا ہے تمہیں؟ اس کے انداز سے لگ رہا تھا کہ کوئی خاص بات ہے۔ ہم سب اسے جواب طلب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

''میرے پاس ایک پلان ہے۔'' پیٹر نے کہا۔ ہم سب سن رہے تھے۔

''میرے ڈرائیور کا بھائی یہاں کیفے میں ہی جاب کرتا ہے۔ میں جب پہلے کیفے میں آیا تھا۔ جب ہم نے شکایتی چوہے سے بدلہ لیا تھا، تب اس نے مجھے پہچان لیا تھا۔ میں نے اس سے حال چال پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ ذرا پریشان ہے۔ میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ پھر میں نے پاس کھڑے لڑکوں کو ٹرپ کے بارے میں بات کرتے سنا کہ پرنسپل ان کی کلاس میں آئیں تھیں اور ٹرپ کا بتا رہی تھیں۔ اس وقت میرے دماغ میں کچھ ٹریگر ہوا۔ میں نے سامنے پریشان حال آدمی کو دیکھا۔ وہ برگر پیک کر رہا تھا۔

میں نے اس سے برگر لیا اور اسے اشارہ کیا کہ مجھے اس سے بات کرنی ہے۔اس نے مجھے اپنے ساتھ آنے کا کہا۔ہم دونوں ایک سائڈ پہ ہو گئے۔میں نے اسے کہا کہ تمہیں پیسے مل سکتے ہیں تو وہ حیران ہوا کہ کیسے؟ میں نے کہا تمہیں ہمارا ایک کام کرنا ہوگا۔وہ راضی ہو گیا۔

پھر میں نے اسے پلین بتایا اور کہا کہ میں اپنے دوستوں سے کنفرم کر کے تمہیں میسج کرتا ہوں۔نمبر پہلے ہی لے لیا تھا میں نے اس کا۔تم لوگ پوچھ رہے تھے ناں کہ مجھے دیر کیوں ہوئی؟ میں اس آدمی سے بات کر رہا تھا۔'' وہ کہہ رہا تھا اور ہم.....ہمیں پوری بات سننی تھی۔اس دن وہ منحوس پوری کہانی سنانے کے موڈ میں تھا۔

''پیٹر آگے بولو۔'' آئیرس فوراً بولی۔پیٹر نے ایک نظر ہم سب کو دیکھا۔

''دیکھو TRIP گروپ کے لوگوں.....ہمیں آزادی چاہیے۔ہمیں بھی ٹرپ پہ جانا ہے۔اسی لیے.....''میں نے پھر پیٹر کے منہ پہ ہلکا سا تھپڑ مارا۔

''کام کی بات کرو۔'' مجھے بھی پوری بات سننی تھی۔پیٹر نے مجھے گھور کر دیکھا۔آئیرس اور ٹینا نے مجھے شاباش دی۔

اب مجھے لگ رہا ہے کہ آپ کا بھی دل کر رہا ہے مجھے تھپڑ مارنے کا تو ہم کام کی بات پہ آتے ہیں۔

''وہ آدمی غریب ہے۔اسے پیسے چاہیے اور ہمیں آزادی۔اس کا ایک حل ہے میرے پاس۔اگر ہم اغواہ ہو جائیں تو؟''اس نے معنی خیز مسکراہٹ سے ہمیں دیکھا۔ہم حیران تھے۔ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

''دیکھو بس ایک دن کی بات ہے۔ابھی ہم مارکیٹ کے بہانے سے ایک ہی گاڑی میں جائیں گے۔اس آدمی کو بھی چھٹی ہونے لگی ہے۔وہ اپنے ایک دوست کے ساتھ گاڑی میں ہمارا پیچھا کرے گا۔ایک جگہ وہ ہمیں روک لے گا اور وہ ڈرائیور سے عزت سے کہے گا کہ وہ چپ رہے۔اس کے پاس نقلی پسٹل بھی ہے۔ہم اتر کر اس کی گاڑی میں بیٹھ جائیں گے۔ہم کوئی تماشہ نہیں کریں گے۔پھر ہم ایک ہوٹل میں جائیں گے اور پھر آئیرس اپنے ڈیڈ کو فون کریگی۔وہ پہلے ہی وارن کر دے گی کہ پولیس کو نہ لانا۔وہ نہیں لائیں گے یار۔ہم ذرا انہیں ڈرا بھی دیں گے کہ کڈنیپر کے پاس بڑی چھری ہے، وغیرہ وغیرہ.....بس ہمیں ایکٹنگ بہت اچھی کرنی ہے۔اتنی اچھی کہ ہم خود کو خود ہی آسکر ایوارڈ دے دیں۔پلیز یار منع مت کرنا۔بس کچھ گھنٹے اور پھر فرانس.....'' پیٹر کا پلان واقعی اچھا تھا۔ہم بس چپ ہو گئے۔

''بولو بھی کچھ.....''اس نے ہم سے پوچھا۔ہم ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

''یہ بات کیسے کنفرم ہے کہ ہمیں ٹرپ پہ جانے کی اجازت مل جائے گی؟ ہوسکتا وہ اور زیادہ پابندیاں لگا دیں؟''میں نے اسے کہا۔پیٹر نے پھر سے مجھے گھورا۔

''چھوٹے بالوں والے کم عقل دوست۔ہم یہ ایک رسک لیں گے۔ہمیں لینا چاہیے۔میں رات کو ہی یہ کہہ رہا تھا کہ مجھے کچھ ایسا کرنا ہے جس سے ڈیڈ ٹھیک ہو جائیں۔اب ہمارے پیرنٹس اتنے بھی برے نہیں ہیں۔وہ ہمیں جانیں دیں گے۔دیکھو بچوں، جب ہم اغواہ ہو جائیں گے تو ہمارے پیرنٹس کو ہماری ہر بات یاد آئے گی۔وہ پھر ایک ایک بات کو سمجھیں گے کہ ہم یہاں غلط تھے اور یہاں

ٹھیک.....'' پیٹر ٹھیک کہہ رہا تھا۔ ہمیں یہ رسک لینا ہی چاہیے۔

ہم سب تیار تھے۔ ہمیں ڈر بھی تھا کہ کہیں کوئی مسئلہ نہ ہو جائے لیکن، وہ زندگی ہی کیا جس میں رسک نہ ہوں؟

سارا پلان بن گیا تو پیٹر نے اس آدمی کو اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔ وہ آ گیا اور کرسی دھکیل کر بیٹھ گیا۔ پیٹر نے اسے کہا کہ ہم اب مارکیٹ کا پلان بنائیں گے۔ ایک سڑک پہ تم آرام سے سائڈ پہ گاڑی روکنا اور ہمیں نکال کر لے جانا۔ ہم کوئی تماشہ نہیں کریں گے۔ پسٹل دیکھ کر وہ ڈر جائے گا۔ کتنی ہی دیر تو وہ کسی کو فون نہیں کر سکے گا۔ تم گاڑی کی نمبر پلیٹ پہ کوئی کپڑا لگا دینا تا کہ سی سی ٹی وی میں بھی نہ آ سکے۔

سکول سے باہر ہمارے ڈرائیورز پہلے سے ہی کھڑے تھے۔ ہم ان کے پاس گئے اور مارکیٹ جانے کا بتایا۔ سب نے پہلے منع کیا پھر میں مام کو فون کیا۔ بلکہ سب نے ہی اپنے گھر فون کیا۔ تھوڑی سی منت سماجت کے بعد ہمیں جانے کی اجازت مل گئی تھی۔ سب کی مام نے کہا تھا کہ اپنی گاڑیوں میں جانا، پر ہم نے ڈرائیور سے کہا کہ ہم آئیرس کی گاڑی میں جائیں گے۔ وہ سب مان گئے۔ قسمت ہمارے ساتھ تھی۔

باریستا اپنے دوست کی گاڑی میں ہمارے پیچھے پیچھے ہی تھا۔ اس نے ایک دم سے ہماری گاڑی کے سامنے گاڑی روکی۔ ڈرائیور نے جھٹکے سے بریک لگائی۔ پھر وہ اترا اور ہمیں گاڑی میں بیٹھنے کا کہا۔ اس کے دوست نے پسٹل ڈرائیور کے سر پہ تان رکھی تھی۔ ہم اس کی گاڑی میں بیٹھے اور ایک ہوٹل میں آ گئے۔

ہم سب کے پاس اتنے پیسے تھے کہ ایک دن کے لیے کمرے کا کرایہ دے سکیں۔

پھر آئیرس نے گھر فون کیا۔ آئیرس کی ایکٹنگ دیکھنے والی تھی۔ وہ اصل میں رونے لگی۔ اتنی نیچرل.....ہم سب نے اسے تعریفی انداز میں دیکھا۔ اس کے ڈیڈ نے فون اٹھایا۔ وہ پریشان لگتے تھے۔ ہمیں یقین تھا اس وقت تک ڈرائیور نے گھر فون کر کے بتا دیا ہوگا اور وہی ہوا۔ وہ سب جانتے تھے۔

آئیرس نے فون بند کیا تو اس نے ہمیں بتایا کہ ڈیڈ پریشان لگ رہے ہیں۔ ہم چپ کر گئے۔ یہ تو نیچرل تھا۔ ہمیں نہیں پتا تھا کہ گھر میں کیا ہو رہا ہے؟ کڈنیپر ہمارے لیے پیزا لینے چلا گیا۔ وہ نکلا تو ہم نے ٹرپ کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا۔ ہم اندازہ لگا رہے تھے کہ ہم پیرس جائیں گے کیونکہ پرنسپل نے فرانس کا کہا تھا۔ ہم نے سوچا کہ ہم کیسے کپڑے پہنیں گے؟ وہاں کیا کیا کریں گے اور کہاں کہاں گھومیں گے؟ پیٹر نے اپنے فون پہ پیرس کی تصویریں نکالیں۔ ہم ڈیسائڈ کرنے لگے کہ ہمیں کہاں کہاں جانا ہے۔

تھوڑی دیر بعد کڈنیپر پیزا لے آیا۔ اس نے ہمارے ہاتھ پاؤں کھول دیے۔ بھلا اس نے باندھے ہی کیوں تھے؟ ہمیں یہاں کون دیکھ رہا تھا؟ ہم نے کچھ بھی نہیں کہا۔ ہم سب بس خوش تھے کہ ہمارا آدھا پلان کامیاب ہو گیا ہے۔ ہم نے مزے سے پیزا کھایا۔ وہ واقعی لزیز تھا۔ مجھے اب سوچ کے ہنسی آتی ہے۔ ابھی بھی آ رہی ہے۔

اس دن جانے سے پہلے کڈنیپر نے کہا 'کوئی چالاکی نہیں' ہم سب ہنس رہے تھے کہ یہ تو ہم سے زیادہ پروفیشنل لگ رہا ہے۔

جب آئیرس نے دوسری بار فون کیا تو ہم سب کو پیچھے سے اپنی ماؤں کے رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ ہم سب کو بہت دکھ

ہوا۔ایسا تو ہم نے سوچا ہی نہیں تھا۔وہ لوگ ہم سے پیار کرتے ہیں۔یہ بات ہمیں اس دن پتا چلی تھی۔پھر ہمیں کہیں لگا کہ ہم نے کچھ غلط کر دیا ہے پر.....ہم بھی کیا کرتے۔ہم بھی مجبور تھے۔کڈنیپر کی طرح.....

ہم نے کڈنیپر سے پوچھا کہ وہ اتنے پیسے کا کیا کرے گا؟ تو اس نے اپنے بیٹے کے بارے میں بتایا۔ہمیں پہلے ایک دو بار اس پہ شک بھی ہوا کہ کہیں یہ سارا پیسہ لے کر بھاگ نہ جائے پر.....اس کی یہ بات سننے کے بعد ہمیں جیسے یقین آ گیا۔اگر وہ بھاگتا بھی تو ہم اس کو ڈھونڈ ہی لیتے کیونکہ وہ پیٹر کے ڈرائیور کا بھائی جو تھا۔اور اگر وہ ہمارے پلان کے بارے میں بتاتا بھی تو بھی ہمارے پیرنٹس اس کا یقین نہ کرتے۔اتنا تو ہمیں اپنے پیرنٹس پہ بھروسہ تھا ہی۔

اس نے ہمیں اپنے بیٹے کی تصویر دکھائی۔اس کا بیٹا تو بہت پیارا تھا۔ہم نے سوچا وہ اپنی ماں پہ گیا ہوگا۔

کڈنیپر نے ہمیں یقین دلایا کہ وہ آج رات کو ہی پیسے ہمیں پہنچا دے گا۔ہم نے پچاس لاکھ کے پانچ حصے کیے۔ہر بندے کے حصے میں دس دس لاکھ آیا.....مطلب آنا تھا۔

اگلا فون پیٹر نے کیا۔مسٹر مورس کو ایک بار پھر پولیس کو ساتھ نہ لانے کا کہا۔وہ مان گئے۔ہر چیز پلان کے مطابق ہو رہی تھی۔تھوڑی دیر بعد دروازہ بجا۔ہم سب ریڈی تھے۔آسکر ایوارڈ حاصل کرنے کے لیے ہمیں ایک بار پھر سے وہی اداکاری کرنی تھی۔کڈنیپر دروازے کی اوٹ میں چھپ گیا۔پیٹر نے دروازہ کھولا اور جب اس نے مسٹر مورس کو دیکھا تو.....اسے واقعی دکھ ہوا تھا۔یہ اس نے بعد میں ہمیں بتایا تھا۔پھر جب ہم باہر آئے اور انہیں دیکھا تو وہ رو رہے تھے۔پیٹر بھی رو رہا تھا۔یہ کوئی اداکاری نہیں تھی۔یہ تو نیچرل تھا۔ہمیں اس وقت ایک بار پھر لگا کہ ہم نے غلطی کی ہے پر.....کوئی بات نہیں۔اس وقت تک تو ہو چکا تھا سب۔اگر غلطی بھی تھی، پر ہمارے پاس ڈوریمون تو نہیں تھا کہ ہم اس سے ٹائم مشین لیتے اور چار پانچ گھنٹے پیچھے چلے جاتے۔جو ہو گیا سو گیا۔

مسٹر مورس نے کڈنیپر کو دھمکی دی کہ وہ اسے دیکھ لیں گے۔کڈنیپر نے ہمیں دیکھا۔میں نے اسے اشارہ کیا کہ وہ ریلیکس کرے۔اس وقت ہم ذرا ٹینشن میں تھیپر ..... ہر بات کا دھیان پھر بھی تھا۔

ان کے ساتھ ہم سب نیچے آئے۔لابی میں ہم سب کے ڈیڈ ہمارا انتظار کر رہے تھے۔ہم سب ان کے گلے لگے اور رو دیے۔مجھے یاد ہے کہ ڈیڈ کے آنسو مجھے میرے سر پہ محسوس ہوئے تھے۔مجھے اس وقت لگا کہ ہم بہت برے ہیں پر.....اب پچھتائیں کیا ہوت جب بھوکی چڑیا نے سارے کھیت سے دانے کھا لیے تھے؟

پھر ہم گھر آ گئے۔

ہماری مام بھی بہت پریشان تھیں۔ہم سب ان سے ملے اور انہوں نے جب ہمیں سوری کہا تو.....وہ لمحہ، ہم سب کو ایسے لگا جیسے کسی نے ہمیں تھپڑ مارا ہے۔ہم سب نے بنا آواز اور بنا ہاتھ لگائے تھپڑ محسوس کیا تھا۔اچھا اچھا سوری.....ہم مجبور تھے۔ہمیں یہ نہیں پتا تھا کہ یہ ٹھیک ہے یا غلط؟ بس ہم نے کر دیا۔ہم تنگ تھے یار.....

جی ہاں میں خود کو cover کر رہا ہوں۔

آگے چلتے ہیں۔

تیر عین نشانے پہ جا کے لگا تھا۔ ہمارے پیرنٹس پریشان تھے۔ وہ سمجھ چکے تھے کہ وہ کچھ جگہوں پہ غلط ہیں۔ ہمارے لیے اتنا ہی کافی تھا۔ ہمیں ان کی کوئی سوری وغیرہ نہیں چاہیے تھی۔ ہمیں بس تھوڑی سی آزادی چاہیے تھی۔

رات کو مجھے ایک نمبر سیکال آئی۔ میں اس وقت حسبِ معمول نیٹ فلکس پہ ڈرامہ دیکھ رہا تھا۔ ناگواری سے میں نے پہلے ٹائم دیکھا۔ بارہ بج رہے تھے۔ اتنی رات کو کس کی کال ہو سکتی ہے؟ میں نے کال اٹھائی۔ وہ کڈنیپر تھا۔

''پیٹر کے ڈیڈ اس کے ساتھ ہی کمرے میں سو رہے ہیں۔ وہ پیسے نہیں لے سکتا۔ اس نے تمہارا نمبر دیا ہے مجھے۔ میں تمہارے گھر کے باہر ہی ہوں۔ پلیز جلدی سے آ کر بیگ لے لو۔'' اس نے کہا۔ میں نے اسے باہر رکنے کا کہا اور فوراً باہر چلا گیا۔ مجھے پتا تھا ماڈیڈ اس وقت سو رہے ہوں گے۔

نائٹ سوٹ میں ہی میں باہر گیا۔ دروازہ کھولا تو وہ سامنے ہی کھڑا تھا۔ اس نے میری طرف بیگ بڑھایا۔ میں نے بیگ پکڑ لیا۔ بیگ بھاری تھا۔ وہ مسکرایا اور جانے لگا تو میں نے اس سے پوچھا۔

''تم بھاگے کیوں نہیں؟ تمہارے پاس پچاس لاکھ پاؤنڈز تھے۔ تم بھاگ سکتے تھے۔''

وہ میری طرف پلٹا۔ ''ہاں میں بھاگ سکتا تھا پر.....تم لوگوں نے میری اتنی مدد کی۔ میرے بیٹے کا علاج اب ہو جائے گا۔ مجھے تو بس پانچ لاکھ چاہیے تھے۔ تم لوگوں نے مجھے دس لاکھ دیے ہیں۔ میں تم لوگوں کا احسان مند ہوں اور جو آپ پہ احسان کرے، ضرورت کے وقت آپ کے کام آئے تو اسے دھوکہ نہیں دینا چاہیے۔ میں نے بھی نہیں دیا۔ تم لوگوں کا بہت بہت شکریہ۔ میں چلتا ہوں۔'' مسکرا کر کہتا وہ مڑ گیا۔

اس وقت مجھے احساس ہوا کہ وہ کتنا اچھا انسان ہے۔ وہ ٹھیک کہہ رہا تھا کہ میں برا انسان نہیں ہوں۔

تو کیا ہم برے تھے؟ کہہ دو نہیں۔ ہم برے نہیں تھے بس شاید.....اچھا بس۔ میں اب اس پہ کچھ نہیں کہوں گا۔

میں واپس روم میں آیا۔ بیگ کھولا۔ وہاں بہت پیسے تھے۔ چالیس لاکھ پاؤنڈز.....میں نے سارے پیسے گنے۔ مجھے مزہ آ رہا تھا۔ پیسوں کی خوشبو بہت اچھی ہوتی ہے تبھی تو لوگ اس کی خوشبو کے پیچھے چلتے چلتے بہت برے کام بھی کر دیتے ہیں۔

نہیں نہیں۔ ہمیں پیسے نہیں چاہیے تھے۔ یہ تو بس اپنے پلان کو ٹھیک ظاہر کرنے کے لیے ہم نے کیا تھا۔

اگلے دن سکول کے بعد وہ سب میرے گھر آ گئے۔ میں نے بیگ الماری میں اپنے کپڑوں کے پیچھے چھپایا تھا۔ چابی میں اپنے ساتھ سکول ہی لے گیا تھا۔

جب وہ میرے روم میں آئے تو میں نے بیگ کھول کے ان کے سامنے کیا۔ اس میں چالیس لاکھ تھے۔ ہم سب نے ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

''ہم اتنے پیسوں کا کیا کریں گے روبن؟'' آئیرس نے مجھ سے پوچھا۔ میرے پاس تو اس وقت کوئی جواب نہ تھا۔

''ایسا کرتے ہیں ہم پانچ لاکھ خود رکھ لیتے ہیں اور پانچ لاکھ واپس کر دیتے ہیں۔'' ٹینا نے کہا۔ وہ ٹھیک کہہ رہی تھی۔ ہمارے لیے دس لاکھ پاؤنڈز بہت زیادہ تھے۔ اس پر ہم سب نے اتفاق کیا۔

وہ تینوں میرے گھر سے دس لاکھ لے گئے تھے۔

اگلے دن ہم سب نے چوری چھپے اپنے پیرنٹس کی الماریوں میں پیسے رکھ دیے۔ اتنے پیسے تو پہلے ہی وہاں ہوتے تھے۔ ایسا کرنے ہمارا گلٹ ذرا کم ہو گیا تھا۔ ہمیں پیسے تو نہیں چاہیے تھے۔ وہ تو ہمیں مل ہی جاتے تھے۔ ہمیں بس تھوڑی آزادی چاہیے تھی۔

یہ ایک ہفتہ بہت اچھا گزرا۔ ایک ہفتہ پہلے کچھ بھی ایسا نہیں تھا۔ ہم سب اپنے پیرنٹس کے ساتھ باتیں بھی کرتے تھے۔ ہم سب ساتھ کھانا بھی کھاتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ بھی ہمیں اہمیت دینے لگے۔ ہم سب بہت خوش تھے۔ ہم سب جیسے ایک دوسرے سے دوبارہ ملے تھے۔ ہمیں اس ایک ہفتے میں احساس ہوا کہ ہمارے پیرنٹس اتنے برے بھی نہیں ہیں۔ وہ تو بس ایلیٹ کلاس میں آ کر ایسے ہو گئے تھے ورنہ اندر سے وہ بھی ہماری طرح ہی تھے۔

میری مام نے اب میرے دوستوں پہ کوئی ٹائم لیمٹ نہیں لگائی تھی۔ میں اب ایک دو بار گھر سے باہر چلا جاتا تھا۔

ٹینا کی مام اسے اس کی مرضی سے کپڑے پہننے دیتیں۔ اگر ٹینا پارٹی میں نہیں جانا چاہتی تو وہ ایک سے دوسری بار نہیں پوچھتی تھیں۔ وہ اس کی مرضی کا جیسے احترام کرتی تھیں۔

پیٹر کے ڈیڈ اسے اپنی کامیابی کے قصے نہیں سناتے تھے بلکہ وہ تو اب اپنے بچپن اور سکول، کالج کے قصے سناتے تھے۔ ایٹ لیسٹ وہ پیٹر کو بور تو نہیں کرتے تھے۔

آئیرس کی مام نے نوکروں کو شام کے بعد گھر بھیجنا شروع کر دیا تھا۔ وہ اب پانی کا گلاس خود ہی پیا کرتی تھیں۔

سب بدل گئے تھے۔ ہم خوش تھے۔

اس دن جب ہم ہوٹل میں ڈنر کر رہے تھے اور ہم نے ٹرپ کا پوچھا تھا۔ تب مجھے کہیں نہ کہیں شک تھا کہ یہ لوگ منع کر دیں گے پر اگلے دن سکول میں ملنے والے خط پر ح کر ہمیں بہت زیادہ خوشی ہوئی تھی۔ ہمیں وہ مل گیا تھا جس کی ہم نے خواہش کی تھی۔ ہم سب گھر آ کر بے حد خوش تھے۔ ہم نے ایک سیلیبریشن پارٹی بھی کی تھی۔ ہم نے پیرس جانے سے پہلے بھی بہت انجوائے کیا۔ ایک طرف سے ہمارے پیرنٹس کو یہ تسلی تھی کہ ہم چاروں ایک پڑھی لکھی فیملی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہم کوئی بہت برا کام نہیں کریں گ جیسے سموکنگ اور ڈرنک کرنا۔

ہمیں ان چیزوں کا ویسے بھی کوئی شوق نہیں تھا۔ ہم تو اپنے پر کھول کر ہوا میں اڑنا چاہتے تھے۔ اپنی مرضی سے جہاں مرضی آنا جانا چاہتے تھے۔

فائینلی، ہمیں آزادی مل گئی پر ایک بات میں بتا دوں کہ ہم نے آزادی کا کبھی غلط استعمال نہیں کیا۔ ہم نے کبھی اپنی حد سے آگے بڑھنے کا نہیں سوچا۔ آزادی کو ہم نے بس آپس میں ملنے اور انجوائے کرنے تک ہی محدود رکھا تھا۔ فضول قسم کے کھیل تماشوں میں ہمیں

پہلے ہی کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ہم سب ایک دوسرے کے لیے کافی تھے۔

پیرس میں ہم جب لینڈ کیے تو اس وقت ہماری خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ایئرپورٹ پہ ہی ہم نے اپنی ایک گروپ فوٹو بنوائی۔ہمارے پاس ایک ایک یاد محفوظ ہے۔ہم نے پیرس میں بہت انجوائے کیا۔قسم سے ہمیں اتنا مزہ کبھی نہیں آیا تھا۔وہ کچھ دنوں کا ٹرپ ہماری زندگی کا سب سے حسین اور اچھا ٹرپ تھا۔

واپس آ کر ہم نے ایک عہد کیا تھا۔ہم اب اپنے پیرنٹس کو کبھی کوئی تکلیف نہیں دیں گے۔ہم ان کا ہمیشہ خیال رکھیں گے۔ہم نے ایسا ہی کیا۔ہم اپنے پیرنٹس کو اب کوئی دکھ نہیں دیتے تھے۔کوئی چھوٹی سی تکلیف بھی نہیں۔

پھر ہم نے عہد کیا کہ ہم سب پڑھائی پہ خاص توجہ دیں گے اور ایک دن وہ بن کے دکھائیں گے جو ہمارے پیرنٹس چاہتے ہیں۔میرے اور پیٹر کے مام ڈیڈ ہمیں بزنس مین بنانا چاہتے تھے۔

ٹینا کی مام کی خواہش تھی کہ وہ ایک اچھی ہاؤس وائف بنے،اور آئیرس کی مام اسے ایک وکیل بنانا چاہتی تھیں۔ہم سب نے پہلی بار ان کی کسی بات کو بغیر منہ چڑھائے تسلیم کیا تھا۔

ہم سب اب ایک کامیاب زندگی گزار رہے ہیں۔

چلیں اب تیرہ سال پیچھے سے حال میں واپس آتے ہیں۔

میں روبن فرینڈس.....لندن کا ایک کامیاب بزنس مین ہوں۔میری بیوی ایک فیشن ماڈل ہیاور اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک اچھی ہاؤس وائف بھی ہے جو اس کی مام اسے دیکھنا چاہتی تھیں۔جی ہاں.....آپ ٹھیک سمجھے۔ٹینا ہی میری بیوی ہے۔میں نے آپ سے کہا تھا کہ میری بیوی بہت خوبصورت ہے۔وہ ٹینا ہی ہے۔وہ واقعی بہت خوبصورت ہے۔

جب ہم لوگ پیرس سے آئے تو میں نے اسے پروپوز کیا تھا۔اس نے پہلے تھوڑا سا انکار ٹائپ کیا پر پھر وہ مان گئی۔میں بھی تو ایک اچھا لڑکا ہوں۔نو اوفینس.....

اب آپ آئیرس اور پیٹر کے بارے میں سوچ رہے ہوں گے تو اس دن جب آئیرس سے سکول میں ایک لڑکا ٹکرایا تھا تو اس نے لڑکے کے سامنے پیٹر کو 'مائی لو' کہا تھا۔بس اس دن سے ہی.....پیٹر واقعی آئیرس کے لیے 'مائی لو' بن گیا تھا۔وہ اب شادی شدہ ہیں اور ہماری ہی طرح ایک اچھی زندگی گزار رہے ہیں۔

آج میرے ہاتھ میں وہ تیرہ سال پہلے کی تصویر ہے۔ہم چاروں اس میں کتنے خوش لگ رہے ہیں۔ہم واقعی تھے۔پیرنٹس کو کوئی تکلیف نہ دے کر،اچھی طرح پڑھ کر،ایک کامیاب انسان بن کر ہمارے اندر وہ تھوڑا سا گلٹ جو رہتا تھا وہ ختم ہو گیا تھا۔

TRIP گروپ آج بھی ویسا ہی ہے۔

for TinaT

for RobinR

for IrisI

for PeterP

اس تصویر کو دیکھ کر مجھے ایک ہی بات آتی ہے۔

سچ کہتے ہیں

ہر تصویر کے پیچھے

کوئی راز،

کوئی یاد،

کوئی کہانی

ضرور ہوتی ہے

جو ہر بار تصویر دیکھنے پہ یاد ضرور آتی ہے۔

ختم شد